REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

شمارہ ۱۵

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ
سالانہ ۵۰ روپے
ششماہی ۲۳ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۶۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ

THE WEEKLY BADR QAD

2628
Dr Major Zaheeruddin Khan sb
A.M.C. Commond Hospital
Sec:- 12
U.T. CHANDIGARH- 160012 (

اخبار احمدیہ

قادیان ۶ شہادت (اپریل) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے بعد اشاعت زیر اشاعت ڈاک کے ذریعے موصول ہونیوالی اطلاع کے مطابق حضور پرنور [illegible] فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں اور دن رات مہمات دینیہ کے سر کرنے میں [illegible] اللہ۔

[illegible] التزام کے ساتھ اپنے محبوب آقا کی صحت و سلامتی اور درازی عمر اور [illegible] فائز المرامی کے لیے دعائیں جاری رکھیں۔

○ — محترمہ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لیے بھی بالالتزام دعائیں کرتے رہیں۔

○ — محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان کو پچھلے دنوں مسلسل بخار کی وجہ سے طبیعت ناساز چلی آرہی ہے اب قدرے افاقہ ہے۔ احباب سیدہ موصوفہ کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔

○ — محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان مع درویشان کرام و احباب جماعت قادیان خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

۱۰ شعبان ۱۴۰۷ ہجری | ۹ شہادت ۱۳۶۶ ہش | ۹ اپریل ۱۹۸۷ء

جماعت ہائے احمدیہ شری لنکا کا دو روزہ کامیاب جلسہ سالانہ

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج مدراس۔ نزیل شری لنکا

خدا تعالیٰ کے خاص فضل و احسان اور تائید و نصرت کے ساتھ جماعت ہائے احمدیہ جزیرہ شری لنکا کا آٹھواں جلسہ سالانہ نہایت کامیابی کے ساتھ نگمبو (NEGOMBO) میں مورخہ ۷ و ۸ مارچ ۱۹۸۷ء بروز ہفتہ و اتوار منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں شرکت کے لیے کولمبو، پسیالہ، پولونارو، مینتتنم، گمپولا، مابولہ، داگمہ اور کینڈی وغیرہ مقامات سے احباب جماعت اور مستورات اور اطفال سینکڑوں کی تعداد میں شریک ہوئے۔

ایک بات یہاں پر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ۱۹۷۸ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر خاکسار تین ماہ کے دورہ پر پہلی شری لنکا آیا تو پہلے جلسہ سالانہ کے لیے وسیع پیمانے پر انتظام کیا تھا۔ اس بات کا علم ہوتے ہی مخالفین نے شدید طور پر مخالفت کی بعض گھروں کو آگ لگا دی اور منظم طور پر مسجد احمدیہ نگمبو پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اسی دوران میں ایک احمدی نوجوان رشید احمد صاحب کو بعض مسلم غنڈوں نے جو نوجوں کی شکل میں [illegible] شہید بھی کیا گیا بہرحال مخالفوں کے بہت بڑے منصوبے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کیا اور ان کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا — اس قسم کے مخالفانہ ماحول کی وجہ سے ۱۹۷۸ء سے لے کر پچھلے سال تک کے جلسہ سالانہ نگمبو کے باہر جلسہ گاہ میں ہوتے رہے اور نگمبو مسجد احمدیہ کے اندر ہی ہم جلسہ کرتے رہے لیکن امسال جماعتوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ جلسہ سالانہ ہم مسجد کے باہر ہی پبلک میں کریں گے۔

چنانچہ مسجد احمدیہ نگمبو کے باہر مسجد سے ملحقہ خوبصورت اور وسیع و عریض باغ میں نہایت خوبصورت پنڈال بنایا گیا۔ جلسہ گاہ کو سنہیرے رنگ کی خوبصورت جھنڈیوں سے نہایت خوبصورتی سے آراستہ کیا گیا۔ نیز لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ طبع کی گئی ہزاروں جھنڈیاں مسجد احمدیہ کے باہر اور جلسہ گاہ کے چاروں طرف آویزاں کی گئیں۔ جلسہ گاہ کی تزئین و تیاری کے لیے یہاں کے مستعد خدام کئی روز دن رات محنت کرتے رہے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مسجد احمدیہ کے دونوں حصے مستورات کے لئے مخصوص کر دیئے گئے نیز جلسہ گاہ بھی باوجود اپنی وسعت کے حاضرین سے بھری رہی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

البتہ غیر از جماعت افراد جلسہ گاہ کے اندر آنے سے گریز کرتے رہے لیکن لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ دور دور بیٹھے اور کھڑے ہماری تقاریر سنتے رہے۔

دونوں روز مہمانان کرام کے لیے تینوں وقت عمدہ کھانے کا انتظام کیا گیا تھا نیز قیام کا بھی خاطر خواہ انتظام تھا۔ اس سے بفضلہ تعالیٰ مہمانوں کو ہر طرح کا آرام میسر رہا۔ الحمد للہ۔

جلسہ سالانہ سے دو روز قبل جماعت کے خدام و اطفال کے کرکٹ، فٹ بال، والی بال اور [illegible] جنگ وغیرہ کے مقابلے بھی کرائے گئے (باقی صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

(باقی صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء کو منعقد ہوگا!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان کے ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمادی ہے — احباب دعا کریں جماعت کے لئے جلسہ سالانہ ۱۹۸۷ء ہر لحاظ سے اپنی شان میں پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے جماعت کے لئے مبارک کرے اور اپنے افضال، انوار و برکات نازل فرمائے۔ آمین۔

احباب اس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۷ء میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش :- عبد الحکیم و عبد الرؤف مالکان حمید ساڑی مارٹ۔ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

مالک صدر انجمن احمدیہ۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۹ شہادت ۱۳۶۶ ہش

صدر مملکت کی مذہبی پالیسی اور اس کی ناکامی

ایک حقیقت افروز جائزہ!

پاکستان میں حکومتی سطح پر احمدیت کی جس رنگ میں مخالفت کی جارہی ہے اور جس دلآزار طریق پر غلط اور جھوٹا پراپیگنڈہ بانی جماعت احمدیہ اور احمدیت کے خلاف کیا جارہا ہے اور معصوم احمدیوں پر جو بھیانک اور خوفناک مظالم ڈھائے جارہے ہیں، افسوس ہے ہندوستان میں بھی بعض مسلمان اس خلاف اسلام بلکہ انسانیت سوز مہم کی حمایت کرتے نظر آتے ہیں اور گاہے گاہے بعض اداروں کی طرف سے اس قسم کی آوازیں اٹھائی جاتی رہتی ہیں کہ ہندوستان کی حکومت بھی احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے، وغیرہ وغیرہ ——— حالانکہ پاکستان کی نام نہاد اسلامی حکومت کا غیر اخلاقی، غیر انسانی اور غیر اسلامی طریق مخالفت، اسلام کے نام پر ایک نہایت برا داغ ہے۔ اور ہندوستان و دیگر ممالک کے مسلمان، اگر ان کے دلوں میں اسلام کی ایک ذرہ بھر بھی محبت موجود ہے تو وہ اس بدنما داغ کو چھپانے اور دھونے کی کوشش کرتے نہ کہ اس کو ظاہر کرنے کی حماقت یا اس کی حمایت کرنے کی جرأت کرتے۔ لیکن معاملہ برعکس نظر آتا ہے!

جہاں تک بعض اداروں کی طرف سے پاکستانی طریق مخالفت کی حمایت کرنے اور ان کی ہاں میں ہاں ملانے کا سوال ہے، اس کی حکمت تو ہر خاص و عام سمجھ سکتا ہے۔ کہ اب "تحفظ ختم نبوت" کا مسئلہ ہی وہ واحد مسئلہ ہے جس سے ایک طرف سادہ لوح مسلمانوں کی ہمدردی اور دوسری طرف درہم و دینار کی تھیلیاں حاصل کی جاسکتی ہیں ——— اور جہاں تک جماعت احمدیہ کے خلاف عامۃ المسلمین کا تعلق ہے وہ بیچارے ایک لحاظ سے معذور ہیں۔ کیونکہ جہاں پر کھڑے ہوکر علماء نے اور پھر چند سال سے پاکستانی حکومت نے احمدیت کے خلاف زہر افشانی کی ہے اس سے فضا کا مکدر ہونا ناگزیر تھا۔ تو ہر چند ہمارے مسلمان بھائی ہم سے نفرت کرتے ہیں، ہمیں جہاں ان کی بیچارگی پر رحم آتا ہے وہاں افسوس بھی ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنے دنیاوی امور میں تو اپنی سمجھ بوجھ اور حکمت و دانش کو خوب عمل میں لاتے ہیں لیکن دینی امور میں سرسری تحقیق کی زحمت نہیں فرماتے اور ان علماء پر اس طرح تکیہ کر بیٹھے ہیں گویا ان کی قبروں میں ان کی وکالت کے لئے یہی علماء جائیں گے-!

ایسے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں ہم ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات سے عرض کرتے ہیں کہ اول تو آپ کو جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا مطالعہ کرنے اور اس فرقہ کے مؤقف کو خود ان کی زبانی سننے کی زحمت کرنی چاہیئے۔ دوسرے اس نظریاتی کشمکش سے قطع نظر وہ صرف خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت پر ہی بصیرت کی نگاہ ڈال لیں تو خوب واضح ہو جاتا ہے کہ خدا کی تقدیر اور اس کی تائید و نصرت کس کے حق میں گواہی دے رہی ہے! جماعت احمدیہ کے حق میں یا مخالفین کے حق میں!! دور جانے کی ضرورت نہیں۔ فی زمانہ پاکستان کی حکومت اور غریب و بے سر و سامان جماعت احمدیہ کی مساعی اور نتائج کا موازنہ کرکے دیکھ لیں ——— ایک طرف حکومت پاکستان ہے جس کے پاس طاقت و اقتدار ہے۔ عددی طاقت بھی ہے اور مالی وسائل کی فراوانی بھی ہے۔ ان وسائل کی تفصیل کی چنداں حاجت نہیں۔ اور پراپیگنڈہ کی تمام چھوٹی اور بڑی مشینیں، مطلق العنان آمریت کے بلیٹ فارموں پر "ترکی" اور "تسلسل" سے کام لیکر سفر پر روانہ ہوتی ہیں۔ ان تمام طاقتوں کا سب سے بڑا مصرف ہے "احمدیت کی مخالفت" اور "نظام مصطفیٰ کا قیام"۔ پہلا نعرہ بیداری میں لگاتے ہیں اور جی جان سے اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ دوسرا نعرہ خواب میں لگاتے ہیں جس کی تعبیر تاحال منصۂ شہود پر نہیں آئی۔ جیسا کہ آگے چل کر ہم اس کا ثبوت پیش کریں گے۔ احمدیت کی مخالفت کی مہم کا جہاں تک سوال ہے وہ تو نہایت کامیابی کیساتھ جاری ہے۔ کیونکہ اس کے لئے خدا کی تائید و نصرت کی نہیں بلکہ پیٹرول کی دولت کی ضرورت ہوتی ہے اور اسی کی فراوانی ہے ——— ایک محتاط اندازے کے مطابق "رسوائے زمانہ اپریل ۱۹۸۴ء کے صدارتی آرڈیننس کے بعد سے جون ۱۹۸۶ء تک پندرہ پاکستانی احمدیوں کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا جاچکا ہے اور بیسیوں افراد پر باقاعدہ منصوبے کے تحت قاتلانہ حملے ہوچکے ہیں۔ ۵۵۸ احمدیوں کو کلمہ طیبہ کے بیج سینوں پر لگانے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ ان پر مقدمات قائم کرکے قید خانوں میں بھیانک مجرموں کی طرح ان کے ساتھ بہیمانہ سلوک کیا گیا۔ اندرون ملک جماعت احمدیہ کی ۱۳۵ کتب اور اخبارات و رسائل کی ضبطی کے احکامات جاری کئے گئے۔ دو احمدیہ مساجد کو کلیتہً مسمار کرکے شہید کر دیا گیا اور قرآن کریم کے نسخے جلا دیئے گئے۔ چار مساجد کو حکومت کی انتظامیہ کی طرف سے سربمہر کر دیا گیا۔ ۱۳۰ مساجد سے کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات کو مٹایا جاچکا ہے جس کا ہر حکومت کے کارندوں اور مولویوں کے سر ہے۔ اس کے علاوہ ساہیوال اور سکھر کے چار معصوم احمدیوں کو جھوٹے اور بے بنیاد مقدمات میں ملوث کرکے پھانسی کی سزا سنائی گئی ہے اور چار دیگر مظلوم احمدیوں کو انہی مقدمات میں ۲۵-۲۵ سال کی قید کی سزا دی گئی ہے۔ ان خصوصی سزاؤں کے فیصلے کی توثیق کا سہرا صدر ضیاء الحق نے خاص طور پر اپنے سر پر باندھا ہے ——— !

جہاں تک نظام اسلام کے نفاذ کا تعلق ہے، افسوس ہے ہزار کوششوں کے باوجود پاکستان کی حکومت کو ناکامی پر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑرہا ہے۔ کیونکہ یہ مشینری "پیٹرول" سے نہیں بلکہ خدا کی قدرت اور اس کی تائید و نصرت ہی سے چل سکتی ہے۔ چنانچہ مادی طاقت کی ناکامی اور درماندگی کے ثبوت میں پاکستان ہی کے اخبار "نوائے وقت" کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے۔ جناب م۔ ش رقمطراز ہیں:-

"صدر جنرل محمد ضیاء الحق ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۵ء تک پاکستان کے سیاہ و سفید کے مختار مطلق تھے۔ انہیں اس دور میں بطور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر مقننہ عدلیہ اور ایگزیکٹو کے لامحدود اختیارات حاصل تھے۔ انہیں پاکستان کے ذرائع نشر و اشاعت پر خواہ ان کا تعلق حکومت سے تھا یا پبلک سے غیر مشروط کنٹرول حاصل تھا۔ انہیں تاریخی لحاظ سے یہ معلوم تھا کہ نظام مصطفیٰ کی ترویج کے بے پناہ جذبے سے تحریک عوام نے بھٹو ازم کا جنازہ نکال دیا تھا اسی لئے اس امر کے متعلق کسی کے دل میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ تھی کہ پاکستان کے عوام کیا چاہتے ہیں؟ اس وقت جناب محمد ضیاء الحق عمر کے لحاظ سے جسمانی اور ذہنی توانائیوں کے نقطۂ عروج پر تھے۔ بقول شاعر اس وقت اسلام کے مکمل نفاذ کے لئے ؎

موسم اچھا، پانی وافر، مٹی بھی زرخیز

والا معاملہ تھا۔ فوجی اور سول بیوروکریسی ان کے ادنیٰ سے اشارے پر سرگرم عمل ہوسکتی تھی۔ علمائے کرام اور مشائخ عظام ان کے دست حق پرست پر بیعت کرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ ان کے ایک ادنیٰ اشارے پر خیبر سے کیماڑی تک قومی زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے صف اول کے لوگ اپنے آپ کو ان کی مجلس شوریٰ کے قالب میں ڈھال لیتے تھے۔ غرض یہ کہ ملک کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک صدر جنرل محمد ضیاء الحق کا سکہ رواں دواں تھا۔ اپنے اقتدار کے اس سنہری دور میں وہ کیوں اسلام نافذ نہ کرسکے؟ انہیں آج "خاموش اکثریت" کے ترجمان بن کر یہ کہنے کی کیوں ضرورت پیش آرہی ہے کہ "اے بھائیو! پاکستان میں اسلام کا نفاذ کرو"۔ وہ آج علمائے کرام کو اسلام کے نام پر کس کے خلاف صف آرا ہونے کی اپیلیں فرمارہے ہیں؟ مجھے خطرہ ہے صدر مملکت حکمت دین سے کما حقہٗ واقف نہیں ...... انہیں شاید اپنی مصروف زندگی میں اسلام کے بین الاقوامی کردار پر غور کرنے کی فرصت ہی نہیں ملی۔ تاریخ اسلام تو کجا انہیں شاید تاریخ تحریک پاکستان کے بھی پورے کوائف معلوم نہیں...... صدر مملکت جن علمائے کرام کی مجلس میں شریک ہوکر انہیں اسلام نافذ کرنے کے لئے اپیلیں کرتے ہیں وہ علمائے کرام (الا ماشاء اللہ) اسلام کی بجائے اپنے فرقے کے مخصوص مفادات کے علمبردار ہیں۔ صدر مملکت کو سب سے پہلے علمائے کرام کو فرقہ واریت ترک کرکے انہیں اسلام کو اپنانے کی ترغیب کی طرف متوجہ کرنا چاہیئے ......

(آگے صفحہ ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

میں تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے سارے علماء کو خواہ وہ پاکستان میں بسنے والے ہوں یا باہر

یہ چیلنج کرتا ہوں کہ

وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بالمقابل قسم اُٹھائیں کہ وہ جماعت احمدیہ کے خلاف جو پراپیگنڈہ کر رہے ہیں اس میں وہ جھوٹے نہیں ہیں اور اگر جھوٹے ہوں تو خدا کی لعنت ہو۔

پھر دیکھیں خدا کی تقدیر کیا ظاہر کرتی ہے

بد دعا سے تو میں روکتا ہوں مگر یہ لوگ ایسے ظالم ہیں کہ اب اِس کے سوا چارہ نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اس چیلنج کو ان کے منہ پر دے مارو

ہم لعنت نہیں ڈالتے۔ اگر ان میں سے کوئی جرأت مند ہے تو وہ خود آگے آئے اور اپنے دعوے کی تائید میں،

کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اپنے اوپر لعنت ڈالے

پھر دیکھیں کہ خدا کی تقدیر کیا فیصلہ فرماتی ہے؟!

از سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ ۶ر امان ۱۳۶۶ ہش مطابق ۶ر مارچ ۱۹۸۷ء بمقام مسجد فضل لندن

مرتبہ: مکرم عبد الحمید غازی صاحب لندن

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور اقدس نے سورۃ منافقون کی پہلی چار آیات کی تلاوت فرمائی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

إِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ٥ اِتَّخَذُوْٓا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ إِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ٥

پھر فرمایا:

گزشتہ خطبے میں، میں نے اس نہایت ہی

غیر اسلامی اور دل آزار مہم

کا ذکر کیا تھا جو پاکستان کے مولویوں کے ایک طبقے کی طرف سے کلمۂ طیبہ کے خلاف چلائی جا رہی ہے۔ کلمۂ طیبہ ایک ایسا محاورہ ہے جو ہندوستان اور پاکستان میں رائج ہے اور جب ہم کلمۂ طیبہ کہتے ہیں تو مراد اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سے ہے۔

عرب اسی کلمے کو کلمۂ شہادہ کے نام سے جانتے ہیں کیونکہ یہ گواہی دینے والا کلمہ ہے۔ اس لئے جب ہمارے لٹریچر میں کلمۂ شہادت کا ذکر کلمۂ طیبہ کے لفظ کے تابع آتا ہے تو عربی میں ترجمہ کرتے وقت یہ تاکید کی جاتی ہے کہ اسے کلمۂ شہادت لکھا جائے ورنہ عربوں کو اس کی سمجھ نہیں آسکتی۔

تو بہر حال نام اس کا جو بھی معروف ہو، کلمۂ طیبہ یا کلمۂ شہادت، بنیادی حقیقت تو وہی رہتی ہے۔

اِس کلمہ کو

ایک بہت ہی بڑے جرم اور بھیانک جرم کے طور پر آجکل پاکستان میں، بعض علماء کی طرف سے دیکھا جا رہا ہے۔ اور اگر کوئی احمدی کلمۂ طیبہ پڑھے یا کلمۂ شہادۃ پڑھے اور یا اسے اپنے سینے سے لگائے پھرے یا اس کے گھر سے لکھا ہوا یہ کلمہ برآمد ہو یا اس کے خطوں میں یہ کلمہ لکھا ہوا پایا جائے تو پاکستان کے علماء کے نزدیک یہ اتنا بھیانک جرم ہے کہ نہ صرف اسے فوراً بحوالہ پولیس کرنا چاہیئے بلکہ پولیس کے حوالے کرنے سے پہلے، جس حد تک بھی اسے مارا جاسکے اور ذلیل اور رسوا کیا جائے، وہ بھی کارِ ثواب ہے اور جب ایسے حکومت کے افسران جو طبعی شرافت دل میں رکھتے ہیں، اس بات میں تردد محسوس کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض پولیس افسران بھی احمدیوں کے خلاف کلمۂ طیبہ یا کلمۂ شہادت پڑھنے کے نتیجے میں، پرچہ درج کرنے سے گریز کرتے ہیں تو ان کے خلاف ایک بڑی مہم چلائی جاتی ہے۔ انہیں مرزائی نواز کہا جاتا ہے۔ ان کے خلاف حکومت میں شکایتیں کی جاتی ہیں کہ اسے تبدیل کردو۔ چنانچہ اتنا خوف شرفاء افسروں کے دلوں میں بھی اس بات کا بیٹھ گیا ہے کہ بہت ہی کم ایسے مرد ہیں جو مردانگی اور جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اصولاً اس ناپاک مہم میں ملوث ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ مگر بہر حال ایسے مرد، شرفاء گنتی کے چند ہوتے ہیں۔ اکثر تو ہمارے ملک میں یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ شرافت یا گونگی ہوتی ہے یا بزدل۔

گزشتہ مرتبہ میں نے یہ ذکر کیا تھا کہ قرآن کریم کی جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں، اس سلسلے میں، میں آئندہ مزید وضاحت کروں گا کہ اس کا اس کلمہ طیبہ یا کلمۂ شہادت کی مہم سے کیا تعلق ہے؟

تعلق یہ ہے کہ

علماء اپنے اس مذموم فعل کو

حسن دکھانے کے لئے، اچھا کرکے دکھانے کے لئے بعض مؤلف اختیار کر رہے ہیں جنہیں شائع کرکے سارے پاکستان میں پھیلایا جا رہا ہے۔ اور باہر سے جو خبریں آرہی ہیں اُس سے پتہ چلتا ہے کہ انگریزی میں بھی ایسے رسائل کی اشاعت کی جا رہی ہے کثرت کے ساتھ۔ اور عربی زبان میں بھی کثرت کے ساتھ ایسے رسائل کی اشاعت کی جا رہی ہے جن میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ پاکستان میں ہم احمدیوں کو کلمہ پڑھنے سے اس لئے روکتے ہیں کہ ان کا

کلمہ پڑھنا ’کلمہ کی توہین ہے!

اور توہین کیوں ہے؟ اس مضمون پر چھوٹے چھوٹے رسائل اور پمفلٹ بڑی کثرت کے ساتھ تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ لکھوکھا کی تعداد میں پاکستان میں ایسے پمفلٹ شائع کئے گئے اور باہر کی دنیا میں بھی کثرت سے شائع کیے گئے۔

پہلے میں نے نظر انداز اس کو اس لئے کئے رکھا کہ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے سارا پاکستان جانتا ہے، جو احمدیوں کو جانتا ہے کہ یہ مولوی جھوٹ بول رہے ہیں اور جتنے بھی الزامات ایسے رسائل میں ہیں وہ جھوٹے الزام ہیں ان کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ مگر بیرونی دنیا کو واقعۃً دھوکے میں ڈالا جا سکتا ہے۔ خاص طور پر ایسے لوگ جن کو کچھ بھی پتہ نہیں جماعت احمدیہ کا، یا کبھی جماعت سے ان کا واسطہ نہیں پڑا۔ ان کو جب اس قسم کے رسائل پہنچائے جائیں گے تو یقیناً غلط فہمی پیدا ہوگی۔ چنانچہ عرب دنیا میں بہت بڑی نفرت کی خلیج حائل کی گئی ہے ان رسائل کے ذریعے جماعت کے خلاف۔ اور اسی طرح باہر یورپ سے بھی اطلاعیں مل رہی ہیں کہ وہاں بھی جب ان رسائل کی اشاعت کی جاتی ہے، تو جماعت سے نفرتیں بڑھنے لگتی ہیں، دوریاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔

ایسے رسائل کا جواب

بہر حال علمی رنگ میں ہونا چاہئے

بہر حال ہر جواب علمی رنگ ہی میں ہونا چاہئیے، مگر میرا مطلب یہ ہے کہ نکتہ بہ نکتہ جواب جو کتب کے حوالے سے کھول کر بیان کیا جائے اور دکھایا جائے کہاں الزام لگانے والے جھوٹے ہیں، کیا افتراء پردازی کی گئی ہے۔ کہاں تلبیس سے کام لیا گیا ہے۔ ایسا جواب تفصیلی، انشاء اللہ تعالیٰ، شائع کیا جائے گا۔ مگر مختصراً، بنیادی طور پر جو جواب ہے وہ میں آج آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

جو کتابچے شائع کئے گئے ہیں اُن میں سے ایک کتابچے میں جو ذیلی عنوانات ہیں، وہ یہ ہیں:-

۱۔ قادیانی محمد رسول اللہ ۲۔ محمد رسول اللہ کی دو بعثتیں۔
۳۔ مرزا بعینہٖ محمد رسول اللہ ۴۔ محمد رسول اللہ کے تمام کمالات مرزا قادیانی میں۔ ۵۔ مرزا خاتم النبیین ۶۔ مرزا افضل الرسل
۷۔ فخر الاولین والآخرین۔ ۸۔ پہلے محمد رسول اللہ سے بڑھ کر۔
۹۔ ہلال اور بدر کی نسبت ۱۰۔ بڑی فتح مبین۔
۱۱۔ روحانی کمالات کی ابتداء اور انتہا ۱۲۔ ذہنی ارتقاء۔
۱۳۔ محمد عربی کا کلمہ پڑھنے والے کافر۔

ان عنوانات سے اب ظاہر ہو جاتا ہے کہ کیا کیا افتراء پردازیاں جماعت کے خلاف کی گئی ہوں گی۔ خلاصۃً آخر پر، جو مولوی صاحب رسالہ لکھنے والے ہیں، یہ بیان کرتے ہیں کہ:-

”مندرجہ بالا حوالوں پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ قادیانی مرزا غلام احمد کو محمد رسول اللہ کا ظہور اکمل سمجھ کر اُن کا کلمہ پڑھتے ہیں اور چونکہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے اُن کے نزدیک کافر ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُن کے نزدیک محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ منسوخ ہے۔ اگر بغور جائزہ لیا جائے تو قادیانیوں کے نزدیک، بہائیوں کی طرح محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کا دور بھی ختم ہو چکا ہے۔ وہ عملاً منسوخ ہو چکی ہے کیونکہ قادیانی عقیدہ کے مطابق اب صرف مرزا قادیانی کی پیروی ہی مدارِ نجات ہے۔“

پھر کچھ وقفے کے بعد بیان کرتے ہیں:-

”یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کے بغیر دینِ اسلام مردہ ہے۔“

یہ خلاصہ ہے اس مہم کا جو انہوں نے اپنے الفاظ میں نکالا ہے۔ جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے ساری دنیا میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ کا ہر فرد جب اپنے اوپر یہ الزام لگتا ہوا سُنے گا یا دیکھے گا تو اُس کا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہلے سے بھی کئی گنا زیادہ بڑھ جائے گا۔ زیادہ پختہ ہو جائے گا۔ اور جان لے گا کہ آپؑ کے مخالفین واضح طور پر

افتراء کرنے والے اور جھوٹے ہیں

اور اُن میں کوئی شرم نہیں ہے۔ ایسے خطرناک اور جھوٹے الزامات لگانے کے متعلق اُن کو کوئی عار نہیں ہے کوئی باک نہیں ہے۔ چنانچہ تمام عالم کے اندر پھیلی ہوئی جماعت کا بچہ بچہ، بوڑھا بوڑھا، مرد ہو یا عورت ہر شخص گواہ ہے کہ اس الزام کا ایک ایک لفظ جھوٹ ہے۔ اور سوائے اس کے اور کوئی جواب نہیں کہ

”لعنۃ اللہ علی الکاذبین“

اگر تم نے جھوٹ کی لعنت کمانی ہی ہے تو تمہیں کس طرح روک سکتے ہیں آخر اتنی دنیا میں جماعت پھیلی ہے۔ انگریزوں میں پھیلی، جرمنوں میں پھیلی، امریکنوں میں پھیلی، افریقنوں میں پھیلی، چین میں گئی، جاپان میں گئی۔ روسی احمدی ہوئے اور دنیا کے ممالک میں۔ نام لیں ممالک کا، اور وہاں کے احمدی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم تمہیں دکھاتے چلے جائیں گے۔ کسی ایک ملک کا ایک احمدی بھی ایسا نہیں ہے جو اس الزام کو سچا سمجھ سکے۔ ہر احمدی جب کلمہ پڑھتا ہے تو

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتا ہے۔

ہر احمدی یقین رکھتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ بھی پایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے پایا۔ ایک ذرہ بھی آپ نے نہ دعویٰ کیا، نہ واقعۃً ایسا ہوا کہ ایک ذرہ فیض کا بھی آپ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے کے بغیر پایا ہو۔ یہی ہمارا ایمان ہے۔ اسی ایمان پر ہم زندہ ہیں، اسی ایمان کی حفاظت کے لئے ہم ہر قربانی دے رہے ہیں۔

”اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہے۔“ (کشتی نوح)

پیشکش: گلوب ایکسپورٹ مینوفیکچررس ۱/ ۳ راجندرا سرانی کلکتہ ۷۰۰۰۰۱
فون: 27-0441
گرام: GLOBEXPORT

اس لئے اتنا جھوٹا، لچر اور بے حقیقت الزام لگا کہ یہ پتہ نہیں اپنے لئے کیا کما رہے ہیں! اور یہ ہو نہیں سکتا کہ ان کو علم نہ ہو اس بات کا۔ یہ صاف پتہ چل رہا ہے کہ یہ تحریر جو ہے، یہ تلبیس ہے اور دھوکا دینے کی ایک ناپاک کوشش ہے۔ عبارتوں میں سے کچھ حصے نکال کر ان کو غلط معنے پہنا کر جن معنوں میں وہ بات بیان نہیں کی گئی، ان معنوں میں زبردستی بنا کر یہ نتیجے نکالے گئے ہیں۔ ان کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔

لیکن بہرحال اس کے متعلق میں پھر دوبارہ بات کروں گا۔ سردست میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ان کے یہ الزام سچے ہوں، نعوذ باللہ من ذٰلک۔ اگر جماعت احمدیہ، نعوذ باللہ من ذٰلک ساری کی ساری دنیا میں منافق ہے۔ اور خود ان میں سے کبھی جو شرفاء جماعت میں داخل ہوتے چلے جاتے ہیں وہ نعوذ باللہ من ذٰلک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر، آپ مراد نہیں لیتے بلکہ حضرت مسیح موعود مراد لیتے ہیں۔ اور عملاً کلمہ پڑھتے وقت اللہ اور رسول کی بات نہیں کرتے بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی بات کرتے ہیں۔

اگر یہ بات درست ہے تو یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے وہ منافقت ہے۔ ظاہراً تو وہی نام ہیں۔ وہی کلمہ ہے۔ اس لئے ظاہری طور پر جماعت احمدیہ کے خلاف یہ فتویٰ تو بہرحال نہیں لگایا جا سکتا کہ یہ کلمے کے منکر ہیں۔ حد سے زیادہ جو کوشش کی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ منافق ہیں۔ اور یہی دعویٰ کیا گیا ہے۔ کہ منہ سے کچھ اور کہتے ہیں، دل میں کچھ اور مراد ہے۔ اگر خدانخواستہ یہ صورت ہے تو ایسی صورت میں ان کو کیا حق ہے؟ اور

شریعت اسلامیہ کیا حکم دیتی ہے؟

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہمیں کیا رستہ دکھاتی ہے؟ اس مضمون پر روشنی ڈالنے کے لئے میں نے قرآن کریم سے وہ چند آیات تلاوت کی تھیں جو سورۃ منافقون سے لی گئیں۔ اوّل سے لے کر تین اور چار آیتیں۔ ان آیتوں سے قتل مرتد کے عقیدے کے خلاف بھی بڑا قطعی استدلال ہوتا ہے۔ لیکن یہ آیتیں بعینہٖ اس مضمون پر بھی روشنی ڈال رہی ہیں جو اس وقت پاکستان میں زیر بحث ہے کہ اگر کوئی شخص کلمہ پڑھتا ہو اور کوئی دوسرا مولوی یہ سمجھتا ہو کہ یہ جھوٹ بولتا ہے، منافقت سے کلمہ پڑھتا ہے۔ دل میں سچی گواہی نہیں دے رہا۔ تو اس دوسرے مولوی کو کیا حق دیتی ہے شریعت، کہ کیا کرنا چاہیئے؟ یہ بحث ہے۔

اس بحث کو قرآن کریم پہلے اُٹھا چکا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے جس طرح آئندہ کے حالات کی پیشگوئی بھی ان آیات میں کی گئی ہے۔ نہ صرف یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ حالات جیسا ہو رہے تھے ظاہری طور پر بلکہ اس رنگ میں پیشگوئی کی گئی کہ اگر ایسے حالات پیدا ہوں تو شریعت کا تقاضا کیا ہے؟ یہ مراد نہیں ہے کہ نعوذ باللہ من ذٰلک، جماعت احمدیہ کو منافق ظاہر کیا گیا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کی سچائی ان آیات میں بطور پیشگوئی بتائی گئی ہے۔ اور ان لوگوں کو منافق دکھایا گیا ہے، جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق چھوڑ کر آپ کے دشمنوں کا طریق اختیار کریں گے۔ اور یہ آیت کسوٹی ہے ان کے لئے۔ صاف پہچانے جائیں گے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں کاٹنے والے، ہمیں کاٹنے میں کامیاب ہوتے ہیں یا

خود کٹ جاتے ہیں

اس آیت میں، بسم اللہ کے بعد جو دوسری آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم، جب تیرے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں، ہم گواہی دیتے ہیں اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ کہ تو یقیناً اللہ کا رسول ہے۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ تو اللہ کا رسول ہے۔ اسی نے تو بھیجا ہے تجھے۔ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۵ اور اللہ یہ بھی گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹ بول رہے ہیں۔ جب کہتے ہیں کہ تو رسول ہے تو ہرگز مراد نہیں ہوتی کہ تو رسول

ہے۔ جھوٹ بولتے ہیں۔ مولوی جو ہم پر الزام لگاتے ہیں ان کو اس لئے الزام لگانے کا حق نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ میں سے کسی صحابی کو حق نہیں دیا، نہ آئندہ آنے والے کسی مسلمان کو حق دیا کہ وہ

کسی کے ادّعا کے خلاف اس کی طرف کوئی بات منسوب کرے

اور دل کی طرف ایسی بات منسوب کرے وہ جو زبان سے نہ کہتا ہو۔ یہ ایک اصول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ لیکن اس آیت میں خدا خبر دے رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے کوئی فتویٰ جاری نہیں فرمایا۔ اللہ واضح طور پر بعض لوگوں کے متعلق خبر دیتا ہے کہ وہ تیرے پاس آتے ہیں۔ تجھے خدا کا رسول بتاتے ہیں۔ اللہ جانتا ہے تو رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً۔ انہوں نے اپنے ایمان کو ڈھال بنا لیا ہے۔ فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ پس اس کے نتیجے میں وہ اللہ کے رستے سے روکتے ہیں۔ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ یقیناً بہت برا ہے جو وہ کرتے ہیں۔

پاکستان کے موجودہ علماء

جماعت احمدیہ پر یہ الزام لگا رہے ہیں بلا ثبوت، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، خدا کی گواہی کے مطابق اس زمانے کے منافقین کیا کرتے تھے۔ اور نہیں ان منافقوں سے ملا رہے ہیں۔ یہ ہے صورت حال۔ اور اس تفصیل کے ساتھ ہمیں ان کے مشابہ قرار دے رہے ہیں کہ کہتے ہیں۔ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً کہ انہوں نے کلمے کو ڈھال بنایا ہوا ہے دھوکا دینے کے لئے۔ اس لئے پڑھتے ہیں کہ مسلمان عوام الناس کو دھوکا دیدیں اور وہ دھوکے کے ذریعے جماعت احمدیہ میں شامل ہو جائیں۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ سچ مچ وہی کلمہ ہے۔ فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ پھر وہ خدا کے رستے سے ان کو روک دیں۔ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ بہت ہی برا ہے جو وہ کرتے ہیں۔

جہاں تک مشابہت بنانے کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم جو وہاں منافقین کا نقشہ کھینچا ہے۔ اللہ کی گواہی کے مطابق، ہم پر یہ وہی الزام لگا رہے ہیں۔ لیکن جہاں تک واقعات کا تعلق ہے۔ میں آگے جا کے ظاہر کروں گا کہ بالکل برعکس صورت حال ہے۔ جہاں تک جُنَّةً کا تعلق ہے کہ یہ ڈھال بناتے ہیں اور مسلمان بنتے ہیں۔

یہ بات قابل غور ہے

کہ وہ ڈھال کس طرح بناتے تھے۔ جُنَّةً تو شر سے بچنے کے لئے ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اگر بعض منافقین کلمہ پڑھ کے مسلمان ظاہر ہوتے تھے تو کسی شر سے بچنے کے لئے کرتے تھے اور اگر آج احمدی کلمہ پڑھنے کے نتیجے میں شر میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ کیسے منافق ہو گیا؟ اتنی کھلی کھلی بات ہے کہ حیرت ہے کہ ان کی عقلوں میں یہ سستی کیوں نہیں بات!

جُنَّةً تو بچنے کے لئے ہوتی ہے

منافق تو اس لئے پڑھتا ہے کوئی چیز کہ فائدے اٹھا جائے اور نقصان سے بچ جائے اور احمدی کلمہ پڑھتے ہیں جانتے ہوئے کہ شدید تکلیفوں میں مبتلا کئے جائیں گے۔ ہزاروں ہیں جو جیلوں میں ٹھونسے گئے۔ جن کے اوپر ہر وقت عدالت کے مقدموں کی تلواریں لٹکی ہوئی ہیں۔ ہر وقت کی ان کے اوپر پابندیاں ہیں۔ ضمانتوں پر چھوڑ رہا ہوئے ہیں، ان کو بھی بار بار پیشیوں پر جانا پڑتا ہے۔ اور جس قسم کے ہمارے ملک کے حالات ہیں۔ جو جانتے ہیں ان کو اندازہ ہے کہ کتنا بڑا عذاب ہے وہاں کی عدالتوں میں پیش ہونا۔ یعنی سزا ہونا یا نہ ہونا تو بعد کا قصہ ہے۔ تو ایسے گندے مناظر ہیں، ایسے تکلیف دہ حالات ہیں۔ سارا دن ان لوگوں میں جا کے بیٹھنا اور نمازیں پڑھنا۔ جس قسم کی قماش کے لوگ وہاں اکٹھے ہوتے ہیں، ہر قسم کے مجرم۔ ان لوگوں میں شرفاء کا جانا، خود اپنی ذات میں ایک بہت بڑی سزا ہے۔

تو مولویوں کی بات تو قرآن کریم کے اس ایک لفظ نے جھوٹی کر دی۔ اب جتنا مرضی زور لگالیں۔ احمدیوں کے متعلق وہ منافقت کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ اللہ فرماتا ہے، جُنّة کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔ ان کو کچھ فوائد پہنچتے ہیں اور بعض شر سے بچتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلام تو

کلمہ پڑھتے ہیں مار کھانے کے لئے،

ان مصیبتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر۔ جرأت کے ساتھ، بار بار اس کلمے کی محبت میں دل میں ڈالتے ہیں۔ پھر جُنّة کیسے بن گیا کلمہ۔ یہ تو جُنّہ ہٹانے والی بعض چیز ہو گئی۔ پھر فرمایا:۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۞ یہ اس لئے ہے کہ وہ ایمان لائے۔ پھر انکار کیا۔ اور انکار میں پھر ایسے پختہ ہوئے کہ طُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہریں لگا دیں۔ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ۔ اور وہ ہرگز نہیں سمجھیں گے۔ اس سے بڑی پختہ گواہی، کسی کے کفر کی، اور نہیں دی جا سکتی۔ اور کسی کے جھوٹ اور منافقت کی اس سے بڑی گواہی نہیں دی جا سکتی۔ اگر ایسے شخصوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نرمی کا سلوک فرمایا تو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس لئے نرمی کا سلوک فرمایا کہ آپ کو توقع تھی کہ یہ مسلمان ہو جائیں گے۔ اور میری نرمی اور پیار کے نتیجے میں، اُن کو بات سمجھ آجائے گی۔ کوئی انسان جو ذرا سی بھی عربی کی واقفیت رکھتا ہو اس آیت کو پڑھنے کے بعد یہ بات نہیں سوچ سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جھوٹے ہیں۔ جھوٹی گواہی دے رہے ہیں۔ حالانکہ تو خدا کا نبی ہے یہ تجھے نبی نہیں سمجھتے۔ اور پھر فرماتا ہے کہ انہوں نے جُنّة بنا لیا ہے۔ ڈھال بنا لیا ہے اس بات کو اپنے لئے۔ اور ایمان لائے تو تھے کسی وقت لیکن پھر کافر ہو گئے یعنی مرتد ہو گئے۔ اور ایسے پکے مرتد ہو چکے ہیں کہ خدا جو عالم الغیب ہے، جانتا ہے طُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ کہ اب ان کے دلوں پر مہریں لگ چکی ہیں۔ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ۔ جو چاہو کر لو، یہ کبھی سمجھ نہیں سکیں گے۔

اس واضح خبر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسے توقع رکھ سکتے تھے کہ یہ لوگ مسلمان ہو جائیں گے یہ اپنے اس طرزِ عمل میں، یا طرزِ فکر میں تبدیلی پیدا کر لیں گے۔

پھر ایک آیت کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے نقشہ کھینچتے ہوئے: وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۞ (۶۳: ۶) کہ جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ آجاؤ، يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ اللہ کا رسول تمہارے لئے بخشش مانگے گا خدا سے۔ اس کا دل بہت ہی نرم اور رحیم ہے وہ تمہیں بخشش کی طرف بلاتا ہے۔ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ سر مٹکاتے ہوئے تکبر کے ساتھ وہ چلے جاتے ہیں۔ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ تو اُن کو دیکھے گا کہ وہ اس بات سے رک جاتے ہیں۔ دوسروں کو بھی روکتے ہیں خود بھی رکتے ہیں وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ۔ ایسی حالت میں کہ نہایت متکبر لوگ ہیں۔ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط ایسی حالت ہو چکی ہے کہ اے اللہ کے رسول، ان کے لئے برابر ہے خواہ تو اُن کے لئے بخشش مانگے یا نہ مانگے لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ان لوگوں کو خدا کبھی نہیں بخشے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۞ (۶۳: ۷) اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

اس سے زیادہ پختہ، جھوٹ بولنے والے، کلمے سے مذاق کرنے والے منافقت سے کام لینے والے، پکے کافر، جن کے دلوں پر مہریں لگی ہیں، اور زیادہ متصور ہو نہیں سکتے۔ کیونکہ یہ وہ ہیں جن کے متعلق خدا نے گواہی دی اور خود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔

ان لوگوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا سلوک تھا؟ جو سچ مچ کے منافق تھے۔ مُبیّنہ منافق نہیں۔ ان میں سے

کتنوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ سے روکا

کہ تم ایسے ناپاک اور فاسق لوگ ہو جن کو خدا کہتا ہے تم ہوتے کون ہو میرا کلمہ پڑھنے والے؟ یہ پیغام نہیں بھیجا کہ کلمے سے رک جاؤ۔ ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ یہ پیغام بھیجا کہ آجاؤ میں تمہارے لئے بخشش کی دعا مانگوں گا۔ اور یہ پیغام بھیجتے رہے۔ ایسی زبان استعمال فرمائی گئی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک مستقل حالت تھی۔ بار بار ہمدرد لوگ اُن کے پاس جاتے تھے اور جانتے تھے وہ کون لوگ ہیں۔ اُن کو سمجھاتے تھے کہ ایسا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ان کی بخشش کی دعا مانگے گا تب بھی میں نہیں بخشوں گا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان شدید منافقوں کے متعلق اور پختہ منافقوں کے متعلق ایسا نرم پہلو رکھتے ہیں کہ باوجود اس واضح، خدا تعالیٰ کے علم دینے کے بخشش کے لئے پیغام بھیج رہے ہیں کہ

آؤ میں تمہارے لئے دعا کروں

زندگی میں اسی حالت پر یہ لوگ قائم رہے اور بعض اُن میں سے ایسی حالت پر مرے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپؐ کے سامنے۔ اور جو منافقوں کا سردار تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں، آپؐ کی آنکھوں کے سامنے مرا۔ اور اسی حالت پر مرا جس پر خدا نے گواہی دی تھی۔ اُس کے متعلق آپؐ نے کیا سلوک فرمایا؟

سیرۃ النبویۃ از ابن ہشام۔ جزء رابع۔ مطبوعہ بیروت ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء میں ایک حدیث ہے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے۔ وہ سننے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کا اس مضمون سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "جب عبداللہ بن اُبی کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے بلایا گیا۔" یہ آیتیں نازل ہو چکی ہیں اور عبداللہ اوّل نمبر پر ان آیتوں کا مصداق تھا۔ یہ سردار المنافقین کہلاتا تھا۔ مسلسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رویّہ اُس کے ساتھ ایسا مشفقانہ رہا کہ بعضوں کو یہ جرأت ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کی نمازِ جنازہ کے لئے بلائیں۔ حضورؐ وہاں گئے اور جب اُس کی نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں اپنی جگہ سے ہٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کے سامنے دو بدو کھڑا ہو گیا۔ قریب جا کر بالکل سینے کے سامنے۔ اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! کیا آپ اللہ کے دشمن

عبداللہ بن اُبی بن سلول کی نمازِ جنازہ پڑھائیں گے؟

جس نے فلاں، فلاں دن، فلاں بات کہی۔ اور فلاں وقت فلاں بات کہی۔ اُس بات کا قرآن کریم میں ذکر بھی ہے۔ نہایت ہی خبیثانہ بات ہے اور گستاخیٔ رسول اس سے زیادہ متصور نہیں ہو سکتی۔ یعنی نہ صرف یہ کہ جھوٹے تھے اور منافق تھے بلکہ شدید گستاخ تھے یہ لوگ۔ اور حضرت عمرؓ نے وہیں، اُس کی نعش کے سامنے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کروائی۔ حضرت عمرؓ بتاتے ہیں کہ اس طرح میں اُس کے ایسے واقعات گنوانے لگا۔ کہ اُس بدبخت نے یہ کہا، یہ کہا، یہ کہا، یہ کہا۔ اور آپ آج اُس کی نمازِ جنازہ کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر مسکراتے رہے۔

عجیب حوصلہ ہے ہمارے آقاؐ کا۔

حیرت ہے۔ ایک ایک بات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے دل اچھلتا ہے۔ وہ ساری گالیاں سن رہے ہیں جو اُس بدبخت نے دی ہیں۔ سارے ذلت آمیز اُس کے واقعات۔ جو خود ذلتوں سے بھرے ہوئے تھے اور نعوذ باللہ من ذالک، ذلتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر رہا تھا۔ وہ سنتے رہے۔ جنازہ سامنے پڑا ہوا ہے۔ مسکراتے رہے۔ حتیٰ کہ میں نے اس بات پر بہت ہی زور دیا جتنا میں دے سکتا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ "اے عمرؓ، میرے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ اس لئے میں نے اختیار کو استعمال کیا ہے۔ مجھے کہا گیا ہے۔ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ، اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ

.... اگر تو ستّر مرتبہ بھی اُن کے لیے بخشش مانگے گا ..... فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ .... اللہ انہیں معاف نہیں فرمائے گا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ اگر اُن کے لئے ستّر سے زائد مرتبہ استغفار کروں اگر مجھے معلوم ہو کہ میں اُس کے لئے ستّر سے زائد مرتبہ استغفار کروں تو اُسے بخش دیا جائے گا تو میں ضرور ستّر سے زائد مرتبہ استغفار کروں گا۔

یہ ہیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

روحی فداہ جن کے ہم عاشق ہیں۔ ایسا کامل شخص ہے اخلاق کو ایسے درجۂ کمال تک پہنچایا ہے کہ اُس کے اُوپر اخلاق کا تصور نہیں ہو سکتا۔ اور یہ اُنکا حال ہے یہ ان لوگوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ ہے جن کے متعلق خدا نے فرمایا ہے کہ منافق ہے۔ اس بات کو سمجھ رہے نہیں۔ اور یہ خود ساختہ اپنے منافقوں کے متعلق جو رویہ اختیار کر رہے ہیں اس کو بار بار اب یہاں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ساری دُنیا جانتی ہے اب تو۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی نماز پڑھائی اور اُس کی میت کے ساتھ گئے۔ حتیٰ کہ اُس کی قبر کے پاس کھڑے رہے یہاں تک کہ اُس سے فارغ ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مجھے اپنی اس جرأت پر بہت تعجب ہوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میں نے کی۔ اور اللہ اور رسولؐ زیادہ علم رکھتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے آخر وقت تک پچھتاتے رہے ہیں۔ جب یہ روایت بیان کی ہے تو اُس وقت تک شرمندہ اور پچھتاتے رہے ہیں کہ عمرؓ تجھے ہوا کیا تھا؟ اللہ اور رسولؐ زیادہ جانتے ہیں۔ اسی میں ساری حکایت آجاتی ہے سب بات اسی میں مکمل ہو جاتی ہے۔ تمہیں جرأت کیسے ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد دلا رہے ہو کہ قرآن میں یہ اُترا۔ اور اُس نے یہ کہا اور اُس نے یہ کہا۔ جس پر قرآن نازل ہو رہا تھا وہ زیادہ جانتا تھا کہ خدا تعالیٰ کا کیا مفہوم ہے اور اس کے نتیجے میں مجھے کیا کرنا چاہیئے۔

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ اس واقعہ کو ابھی زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ یہ دو آیتیں نازل ہوئیں۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ۔ اِنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَاتُوْا وَھُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

کہ اُن میں سے کسی ایک کی قبر پر جو مر جائے ان منافقین میں سے کبھی نماز نہیں پڑھنی تم نے۔ کبھی ان کا جنازہ نہیں پڑھنا..... وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ ...... اور نہ کبھی اُن کی قبر کے پاس جا کے کھڑے ہونا ہے ..... اِنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ..... یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ اور رسول کا کفر کیا ہے اور..... وَمَاتُوْا وَھُمْ فٰسِقُوْنَ۔ اور مر گئے اور وہ فاسق تھے یعنی وہی خبر جو قرآن کریم نے دی تھی۔ کہ فاسقوں کے طور پر رہیں گے فاسقوں کے طور پر مریں گے۔ وہ خبر ان کے متعلق پوری ہو چکی ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات تک کبھی منافق کی نماز نہیں پڑھائی۔ اس سے

دو اور بڑے دلچسپ استنباط ہوتے ہیں

اوّل یہ کہ خدا تعالیٰ کو تو علم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی نماز پڑھنی ہی پڑھنی ہے جب تک میں روکوں گا نہیں۔ تو یہ آیتیں پہلے کیوں نہ نازل فرما دیں؟ وہ تو مستقبل کا واقف ہے۔ یہ آیتیں پہلے نازل نہ فرماتا نعوذ باللہ بھول نہیں تھی۔ یوں بیان کرتے ہیں بعض روایت کرنے والے گویا کہ اللہ تعالیٰ کو پتہ لگا ہو یہ تو نہیں رکیں گے ..... میں خاص حکم دوں تو رکیں گے۔ ہرگز یہ مقصد نہیں ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اُسوۂ حسنہ کا ایک ایسا عظیم الشان پہلو دُنیا کی نظر سے اوجھل رہ جاتا اگر یہ دو آیتیں پہلے نازل ہو جاتیں۔ لوگ کہہ سکتے تھے کہ دشمنوں کو معاف کرنے پر آمادہ تھے۔ مگر یہ منافقین، پختہ منافقین جو انتہائی بد زبانی کرنے والے تھے اُن کا بھی جنازہ آپ پڑھ لیتے اگر خدا نہ روکتا۔ یہ کہنے کی باتیں ہوتیں صرف۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے حکمت کاملہ کے تابع کچھ تاخیر کر دی اس واقعہ کو ہونے دیا۔ تاکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی حالت لوگوں کو پتہ چل جائے۔ ہمیشہ کے لئے دُنیا کے سامنے ایک نمونہ قائم ہو جائے کہ اس طرح محمدی حسن اپنے دشمنوں کے حق میں جلوہ دکھاتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ وہ معلوم لوگ تھے۔ معروف لوگ تھے۔ ......

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا ..... صرف پتہ چلتا ہے کہ وہ سارے لوگ سوسائٹی میں معروف تھے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ صرف GENERALLY (بالعموم۔ ناقل) فتویٰ تھا خدا کا۔ معیّن فتویٰ تھا۔ سب کو علم تھا کہ کس کے متعلق باتیں ہو رہی ہیں چنانچہ عبد اللہ بن ابی مرا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق یہ یہ باتیں آئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ نہیں! اس کا نام دکھاؤ قرآن کریم میں کہاں لکھا ہے۔ معروف لوگ تھے سوسائٹی جانتی تھی۔ اور اللہ گواہی دے چکا تھا۔ اُس کے باوجود ساری زندگی منافقوں میں سے ایک کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے صحابہ نے کلمہ پڑھنے سے نہیں روکا۔ یہ کہہ کر یہ ناپاک ہیں، جھوٹے ہیں، دل میں کچھ اور ہے زبان پر کچھ اور جاری ہے۔ آج کا مولوی دو طرح سے تجاوز کر رہا ہے۔ اور بڑی بے باکی دکھا رہا ہے۔ اوّل یہ تجاوز کر رہا ہے کہ جس کی خبر ان کو خدا نے نہیں دی وہ خود خبر اپنے ہاتھ میں لے رہے ہیں۔ اور خدائی کا دعویٰ کر رہا ہے۔ جس کی اجازت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دی وہ بغیر اجازت کے وہ فعل کر رہے ہیں کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ہدایت کے خلاف ہے۔ یہ بات کہ کسی کے دل کی طرف وہ بات منسوب کرو جو اُس کی زبان سے جاری نہیں ہو رہی۔ اس کا حق خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ جب خدا نے یہ حق استعمال فرمایا اور کھلم کھلا بتا دیا اُس کے باوجود اُن کو کلمے سے نہیں روکا گیا۔ یہ ان کا دوسرا تجاوز ہے۔ جھوٹا الزام لگاتے ہیں خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں اور پھر اُس کے بعد جو نتیجہ نکالتے ہیں وہ سنّت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھلی کھلی بغاوت ہے۔ اور ہمیں کاٹ رہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے۔ یہ آیت تو اُن کو اس طرح کاٹ کے پھینک دیتی ہے جس طرح ایک تیز چھری سے کسی شاخ کو دو ٹکڑے کر دیا جائے۔ کوئی تعلق بھی نہیں رہتا اس آیت کی روشنی میں ان لوگوں کا جو ہم پر ظلم کر رہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اسوۂ حسنہ سے۔

اگر واقعۃً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں یہ جوش ہے

اور ہمیں منافق اور جھوٹا سمجھ کے کر رہے ہیں تو پھر ان کے لئے سنّتِ نبوی کے سوا اور کسی چیز کی پیروی کا چارہ ہی کوئی نہیں۔ ایک ہی پیروی ہے جس کی محبت کا دم بھرتے ہو جس کے عشق کے راگ الاپتے ہو۔ اس کی غلامی کے اوپر فخر کرتے ہو۔ اُس کی پیروی کرو۔ اُس کے دشمنوں کی پیروی کیوں کرتے ہو۔

اس لئے آج اُنہوں نے اپنے دعوے سے بھی اپنا جھوٹ ثابت کر دیا ہے، اپنے عمل سے بھی اپنا جھوٹ ثابت کر دیا ہے۔ عملاً دعویٰ خدائی کا کر رہے ہیں اور عملاً سنّت نبویہ کے خلاف شدید بغاوت کر رہے ہیں۔

جہاں تک ان الزامات کا جائزہ لینے کا تعلق ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا انشاء اللہ اس موضوع پہ نکتہ بہ نکتہ جواب لکھ کر اُن سب زبانوں میں کثرت کے ساتھ تقسیم کرایا جائے گا جن زبانوں میں انہوں نے یہ افترا شیاں شروع کی ہوئی ہیں۔ اور یہ بھی ہم کا ضرور ہو گا یہ چاہے وہاں پاکستان کے احمدیوں کو اور تنگی میں ڈالیں لیکن پاکستان میں بھی اب ضروری ہو گیا ہے کہ اس قسم کا جوابی اشتہار شائع کیا جائے یا چھوٹا رسالہ شائع کیا جائے اور کثرت کے ساتھ وہاں پھیلایا جائے جہاں تک حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کا تعلق ہے آپ کے متعلق

یہ نتیجہ نکالنا جو انہوں نے نکالا ہے ایسا ظلم عظیم ہے ایسی سفاکی ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ ان کو یہ کیسے جرأت ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت احمدیہ کو کیا نصیحت کی۔ اور آپ کا کیا دین تھا اور کیا کلمہ تھا۔ یہ آپ کے اپنے الفاظ میں سنیئے۔

"ہم مسلمان ہیں۔ خدائے واحد لاشریک پر ایمان لاتے ہیں"

ہاں ایک اور نتیجہ انہوں نے اس کتاب سے یہ نکالا ہے کہ شریعت منسوخ ہوگئی ان کے نزدیک اور اب مرزا غلام احمد کا کلام ہی ان کی شریعت ہے۔ حیرت ہے اُن کی فتنہ پردازیوں پر۔ کوئی خدا کا ادنیٰ سا بھی خوف نہیں کھاتے۔ کیسے کیسے بڑے جھوٹ بولتے ہیں۔ اور کس طرح بیباکی سے بولتے ہیں۔ مگر اگر یہی بات ان کی سچی ہے تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے جو شریعت ہمیں بتائی ہے وہ سُن لیجئے۔ پھر اُس کو بھی مانیں کسی جگہ ٹھہریں تو سہی۔ اگر ہم سے وہی سلوک کرنا ہے جو جو حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں تعلیم دی ہے اور اُس کو یہ ہماری شریعت ماننے پر آمادہ ہیں۔ تو پھر وہ شریعت سن لیجئے وہ کیا ہے۔ وہ شریعت یہ ہے:

"ہم مسلمان ہیں۔ خدائے واحد و لاشریک پر ایمان لاتے ہیں۔ اور کلمہ "لا الٰہ الا اللّٰہ" کے قائل ہیں۔ اور خدا کی کتاب قرآن اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء ہے مانتے ہیں اور فرشتے اور یوم البعث اور دوزخ اور بہشت پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے ہیں۔ اور اہل قبلہ ہیں اور جو کچھ خدا اور رسول نے حرام کیا اُس کو حرام سمجھتے ہیں اور جو کچھ حلال کیا اُس کو حلال قرار دیتے ہیں۔ اور ہم شریعت میں کچھ بڑھاتے اور نہ کم کرتے ہیں۔ اور ایک ذرہ کی کمی بیشی نہیں کرتے۔ اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں پہنچا اُس کو قبول کرتے ہیں۔ چاہے ہم اُس کو سمجھیں یا اُس کے بھید کو سمجھ نہ سکیں۔ اور اُس کی حقیقت تک پہنچ نہ سکیں۔ اور ہم اللہ کے فضل سے مومن موحد مسلم ہیں۔"

پس اگر ان کے نزدیک احمدیوں کی شریعت وہی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمائی تو پھر وہ شریعت تو یہ ہے۔ مگر جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ کبھی اِس پاؤں پہ کھڑا ہوتا ہے کبھی دوسرے پاؤں پر کھڑا ہوتا ہے۔ کوئی ایک بات تو واضح طور پر مانیں اور عہد کریں کہ ہاں ہم اس بات سے نہیں ٹلیں گے۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں اور میری جماعت مسلمان ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اُسی طرح ایمان لاتی ہے جس طرح پر ایک سچے مسلمان کو لانا چاہیئے۔"

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ الزام تراشیاں اسی طرح جاری رہیں اور کہیں اور فرضی قصے جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کرتے چلے جائیں اور

ہمیں جواب دینے کی اجازت نہ ہو۔

اور جماعت احمدیہ کی زبان پہ بھی پابندی لگی ہو ایک ملک میں۔ اور قلم پر بھی پابندی ہو۔ اور وہ کوشش کرے کہ اپنی آواز پہنچانے کی کوشش کرے۔ لیکن ظاہر بات ہے کہ راستے میں بہت سی روکیں ہونگی دقتیں ہوں گی اور جس کثرت سے ان کا گند منصوبہ اور اختراع پردازیوں کا گند یہ پھیل رہا ہے اور جہاں جہاں تک یہ گند پہنچ رہا ہے۔ ممکن نہیں ہے جماعت کے لئے اپنے محدود وسائل میں اُن سب جگہوں تک اپنا جوابی پیغام پہنچا دے۔ تو اس کا کیا حل ہے؟

ایک ہی حل ہے اور میں تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے سارے علماء کو خواہ وہ پاکستان میں بسنے والے ہوں یا باہر ہوں

یہ چیلنج کرتا ہوں

کہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس طرح خدا تعالےٰ کے پاک نام کی قسمیں کھا کر یہ اعلان کیا ہے کہ میرا کلمہ وہی ہے جو سب مسلمانوں کا کلمہ ہے اور میرا رسولؐ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور میرا اُن سب باتوں پہ ایمان ہے جو اسلام لانے کے لئے جن باتوں پہ ایمان لانا ضروری ہے۔ جس شوکت اور شان سے آپ نے قسم کھائی ہے اور لعنت ڈالی ہے جھوٹوں پر۔ اُس طرح اگر یہ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو یہ قسم اُٹھا دیں۔ اور سارے علماء مل کر یہ حلفیہ بیان پاکستان میں شائع کریں اور باہر دُنیا میں اُس کے ترجمے کرا کر شائع کرائیں کہ ہم اللہ تعالےٰ کو حاضر ناظر جان کر یہ یقین رکھتے ہوئے کہ جھوٹوں پر اُس کی لعنت پڑتی ہے اور یہ دُعا کرتے ہوئے کہ اگر ہم جھوٹے ہوں تو خدا ہم پر لعنت ڈالے اور ہمیں ذلیل اور رسوا کرے اس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

یہ اعلان کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کا کلمہ فی الحقیقت اور ہے اور جب یہ کلمہ پڑھتی ہے جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتی ہے تو مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہوتے ہیں۔ اور ان کی شریعت اور ہے اور ان کا خدا اور ہے اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو یہ لوگ نعوذ باللہ من ذالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل سمجھتے ہیں ہر شان میں افضل سمجھتے ہیں۔ غرضیکہ جتنی افتراء پردازیاں یہ کر رہے ہیں اگر ان میں کچھ بھی غیرت اور ایمان ہے تو حضرت مسیح موعودؑ تو یہ قسم پہلے سے کھا چکے ہیں

یہ بھی آگے قسم اُٹھا جائیں

اور پھر دیکھیں خدا کی تقدیر کیا ظاہر کرتی ہے۔

بد دُعا تو میں روکتا ہوں کرنے سے مگر یہ لوگ ایسے ظالم ہیں ایسی سفاکی ان کے اندر پائی جاتی ہے۔ جھوٹ اور افتراء پر ایسی جرأت ہے کہ آپ کو چارہ نہیں رہا سوائے اس کے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اس چیلنج کو جو اپنے اندر ایک مخفی چیلنج رکھتا ہے ان کی طرف پھینکوں۔ اور ان سے کہوں کہ تم بھی اگر جرأت رکھتے ہو اور واقعتہً تم متقی ہو اور خدا پر ایمان لاتے ہو تو تم اسی قسم کی جرأت دکھاؤ۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جس شان کے ساتھ اللہ کو گواہ اور حاضر ناظر جان کر عہد کیا ہے۔ اور ایک اعلان کیا ہے۔ تم بھی ایسا اعلان کرو مقابل کا۔ کہ یہ لوگ جھوٹ اور بدکار اور فاسق و فاجر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ اور دین اسلام سے ہٹے ہوئے اور بہائیوں کی طرح ایک نیا دین بنانے والے ہیں۔ یہ ساری باتیں جو الزام لگائے گئے ہیں یہ اس پر اعلان کردیں۔

پھر دیکھیں خدا کی تقدیر کیا فیصلہ فرماتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"بالآخر پھر میں عامتہ الناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں۔ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پر میرا عقیدہ ہے اور لٰکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین پر۔ آنحضرت صلعم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس ایمان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالےٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حروف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلعم کے خدا تعالےٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اُس کی غلط فہمی ہے۔ اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے کہ تکفیر سے باز نہیں آتا۔ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اُس کو پوچھا جائے گا۔"

جواب میں قوت ہے شان ہے لیکن ساتھ ایک رحم کا پہلو بھی ہے "مرنے کے بعد اُس کو پوچھا جائے گا" لیکن یہ لوگ اتنے بے باک ہو چکے ہیں کہ اب ان کو یہ کہنا چاہیئے کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو خدا اس دُنیا میں بھی ہمیں پوچھے۔ اب تو اُس شخص کی نہج پر یہ چل پڑے ہیں جس نے یہ کہا تھا کہ اس دُنیا

ہیں کبھی پتھر ہم پر پتھراؤ ہو آسمان پتھر برسائے۔ اس لئے جب اس قدر حیا کی اختیار کر چکے تو پھر آگے بڑھیں اور یہ اعلان کریں خدا کی قسمیں کھا کے کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو اللہ اس دنیا میں ہم پر لعنت ڈالے اور ہمیں برباد اور ذلیل اور رسوا کر دے۔ اگر ہم اس دعوے میں جھوٹے ہیں کہ احمدی محمد مصطفیٰ کا کلمہ نہیں پڑھتے بلکہ مرزا غلام احمد کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ دین محمدؐ کے قائل نہیں بلکہ ایک اور دین بنایا ہوا ہے۔ قرآن کے قائل نہیں بلکہ ایک اور کتاب کے جو قرآن کے برخلاف اور اس سے جُدا ایک الگ کتاب بنا لی گئی ہے۔ ان کی شریعت بہائیوں کی طرح مختلف شریعت ہے۔ ان کا خدا اور ہے ان کا رسول اور ہے بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نعوذ باللہ من ذالک' یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہی نہیں بلکہ خدا مانتے ہیں۔ یہ سب باتیں' یہ سب بکواس اُسی کتاب میں موجود ہیں۔ تو پھر یہ کر لیں اور اگر یہ کر کے دکھائیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کی قہری تجلی ضرور ظاہر ہوگی آپ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھیں گے۔ کہ کس طرح خدا کی تقدیر ان کے پرخچے اڑا کر رکھ دے گی۔ اور ذلیل و رسوا اور ناکام کر کے دکھائے گی۔ ناکامی تو بہرحال ان کے مقدر میں ہے۔ لیکن ہم تو یہ منتیں کرتے ہیں اور اسی کی ہمیشہ خدا سے توقع رکھتے ہیں کہ ان کو خدا ہدایت دے۔ اللہ ان پہ رحم فرمائے۔ یہ اپنی بدیوں سے باز آ جائیں اور یہ ہم اس لئے کرتے ہیں کہ ہم خدائی اپنے ہاتھوں میں نہیں لیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو خدا نے خود روک دیا تھا لیکن ان میں سے کون سے ایسے ہیں جو قہر زدہ ہیں اور کون سے ایسے ہیں جو بیچ میں سے سعید روح رکھتے ہیں.... ہمیں علم نہیں ہے۔ اس لئے دل آمادہ نہیں ہوتا کہ ان کلیتہً ایسی لعنت ڈالی جائے۔ لیکن اب میں جو پیشکش کر رہا ہوں اس کا تو یہ مطلب ہے کہ اگر ان میں سے کوئی جرأت مند ہے تو وہ خود آگے آئے۔

ہم لعنت نہیں ڈالتے

خود آگے آئے اور اپنے دعوے کی تائید میں اپنے اوپر اگر جھوٹا ہے تو لعنت ڈالے اس کی اگر ان میں جرأت ہے تو آئیں اور آپ دیکھیں گے کہ کس طرح خدا کی تقدیر ان کو ذلیل و رسوا کر کے دکھاتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ جیسا عاشقِ صادق کوئی اور لا کے دکھائی کہیں سے۔ چودہ سو سال گواہ ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جیسا محبت و عشق کا معاملہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اُس کی کوئی نظیر نظر نہیں آتی۔ حیرت انگیز عشق ہے۔ حیرت انگیز فدائیت ہے۔ نظم کا کلام اُٹھا کے دیکھیں تو ان کا ایک ایسا تعلق ہے کہ کوئی شریف النفس اگر ذرا سی بھی لگا نہ رکھے تو حیران ہو جاتا ہے کہ کوئی شخص کسی کے عشق میں اس طرح دیوانہ ہو سکتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے منصف مزاج غیر احمدی مسلمانوں نے جو پہلے زمانوں میں زیادہ نظر آیا کرتے تھے، باوجود خلاف عقیدہ کے یہ گواہی دی کہ ہے عاشقِ رسولؐ جو بھی اس کو کہہ لو۔ اور اُن کی کتابوں میں بھی باتیں لکھی ہوئی موجود ہیں۔ شدید مخالفت رکھنے والے علماء اُن کے پیچھے رہے وہ کوشش کرتے رہے اُن سے کفر کے فتوے لیں۔ اُنہوں نے کہا: نہیں۔ ایک بات بہرحال پکّی ہے کہ جو کچھ بھی کہو۔ جتنا چاہو اختلاف رکھو۔ یہ ہے عاشقِ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں دیوانہ ہوا ہوا ہے۔

آپ کے کلام کو تفصیل سے پیش کرنے کا تو وقت نہیں ہے۔ میں جو اشعار لایا تھا لکھ کے بعض نمونے کے طور پر یا عبارتیں' اُن میں سے چند آپ کے سامنے رکھتا ہوں تا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے عشق سے آپ کی روح بھی معطر ہو۔ آپ کو بھی پتہ لگے کہ

کس آقا کا آپ نے دامن پکڑا ہے

اور اُس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسی فدائیت اور عشق کی ایک نسبت تھی۔

دردلم جوشد ثنائے سرورے......

سرورے' پڑھتے ہیں ہمارے ہندوستان وغیرہ کے فارسی دان اور اگر فارسی طرز میں پڑھا جائے تو "سروری" پڑھا جائے گا۔ مگر اس پر پھر وہ بڑا ناراض ہو جاتے ہیں اگر میں اُس کو ایرانی تلفظ میں پڑھنے کی کوشش کروں۔ تو ہمارے اہلِ علم فارسی دان جو ہندوستان' پاکستان کے ہیں وہ کہتے ہیں تم نے کیا ستیاناس کر دیا' بگاڑ دیا اس کی شکل کو چونکہ اکثر مخاطب وہی ہیں اس لئے میں' انہی کی طرز میں پڑھوں گا یہ۔

دردلم جوشد ثنائے سرورے　　آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل　　آنکہ روحش واصلِ آں دلبرے

میرے دل میں سرورے' ایک سرورؑ' ایک آقا' ایک سردار کا عشق جوش مار رہا ہے۔ اُس کی ثناء میرے دل میں جوش مار رہی ہے۔ کون ہے وہ — درخوبی نہ دارد ہمسرے۔ کہ اُس کی خوبی میں کوئی بھی اُس کا ثانی' کوئی بھی شریک نہیں ہے اس دُنیا میں۔ انسانوں میں وہ ایک یکہ و تنہا ہے۔ اُس جیسا کوئی اور نہیں۔ آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل۔ مجھے اس سے یہ نسبت کیوں ہے۔ اس لیئے کہ خود وہ یار ازل کا ایک عاشقِ صادق ہے۔ اُس کی ساری جان اپنے خدا پر عاشق ہو چکی ہے۔ آنکہ روحش واصل آں دلبرے'۔ میرا محبوب کون ہے وہ کہ جس کی روح — آں دلبرے' یعنی اللہ کی ذات میں پوری طرح کھوئی گئی ہے۔

پھر فرماتے ہیں:

دررہِ عشقِ محمد ایں سر و جانم رود　　ایں دُعا' ایں دردلم عزمِ صمیم

کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی راہ میں' ایں سر و جانم رود۔ یہ میری جان اور یہ میرا سر' فدا ہو جائے' جاتا رہے اس راہ میں۔ ایں تمنا۔ یہ میری تمنا ہے' ایں دُعا۔ یہ میری دُعا ہے۔ ایں دردلم عزمِ صمیم۔ اور یہی میرے دل میں عزمِ صمیم بھی ہے — پھر فرماتے ہیں:—

ہمی پریدم سوئے کوئے او مدام　　من اگر می داشتم بال و پرے
ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال　　لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے
آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید　　کس نہ دیدہ در جہاں از مادرے

کہ میرا تو یہ حال ہے

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں

کہ ہمیشہ اُس کے کوچے کی طرف اپنے آپ کو اُڑتا ہوا پاتا ہوں۔ گویا کہ ہمیشہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور میں آپ کے وجود کی طرف اُڑتا ہوا چلا رہا ہوں — من اگر می داشتم بال و پرے — کاش میرے وجود کو میرے جسم کو بھی یہ بال و پر مل جاتے۔ یہ ہوتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ یعنی روحانی حالت تو یہ ہے کہ ہر وقت اُسی سمت میں جاری و ساری ہوں لیکن.... من اگر می داشتم بال و پرے — کیسا پیارا مصرعہ ہے۔ کاش ایسا ہوتا کہ میرے جسم کو بھی یہ طاقت ہوتی کہ میں آج محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کی طرف بھی اڑتا ہوا چلا جاتا — ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمالی — لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے۔ آپ کے پاک نفس پر ہر کمال ختم ہو چکا ہے۔ بے شبہ آپ پر ہر پیغمبری ختم ہے اور ہر پیغمبر ختم ہے۔ اگر پیغمبری پڑھا جائے ان معنوں میں تو مراد یہ ہو گی کہ پیغمبری ختم ہو گئی۔ مگر دیسے۔ لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے۔ کا مطلب ہے کہ ہر دوسرا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ختم ہو چکا۔ سوائے آپ کے ہر دوسرا نبی ختم ہے — آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید۔ کس نہ دیدہ در جہاں از مادرے — کہ وہ رحمتیں جو مخلوق نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشاہدہ کیں کہ کسی نے کبھی اپنی ماں سے ایسی رحمتیں نہیں پائیں۔

پھر فرماتے ہیں:—

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے　　جس کا غلام دیکھو مسیح الزماں ہے

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا تصور کرو' وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی جسے خدا نے سارے زمانے کا مسیح بنایا ہے وہ اُس کا غلام ہے۔ اب بتائیں کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم نام لیتے ہیں تو مراد یہ ہوتی ہے۔ تو بالکل آمنے سامنے دکھا دیا گیا ہے کہ ایک کون ہے

اور دوسرا کون ہے۔ پھر فرماتے ہیں:۔

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں ۔ وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا ۔ وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اُتارے ۔ میں جاؤں اُس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پھر فرماتے ہیں:۔

أُنْظُرْ إِلَيَّ بِرَحْمَةٍ وَتَحَنُّنٍ ۔ يَا سَيِّدِي أَنَا أَحْقَرُ الْغِلْمَانِ

کہ اے میرے محبوب میرے معشوق، میری طرف رحمت اور لطف کی نظر ڈالیں۔
اے میرے آقا! میں تو ایک غلاموں میں سے حقیر ترین غلام ہوں۔

يَا حِبِّ إِنَّكَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّةً ۔ فِي مُهْجَتِي وَمَدَارِكِي وَجَنَانِي

اے میرے محبوب تو محبت کے ذریعے داخل ہو گیا فی مھجتی ومدارکی وجنانی - میری جان میں میرے حواس میں اور میرے دل میں۔ اس طرح داخل ہو گیا ہے تو محبت کے ذریعے کہ ایک ذرّے ذرّے میں تو رچ گیا ہے۔

مِنْ ذِكْرِ وَجْهِكَ يَا حَدِيقَةَ بَهْجَتِي ۔ لَمْ أَخْلُ فِي لَحْظٍ وَلَا فِي آنٍ

اے میری مسرت کے باغ، تیرے چہرے کے ذکر کے ساتھ من ذکر وجھک۔ کسی حالت میں اور کسی لمحہ بھی غافل نہیں رہتا۔ ہر وقت تیرا خیال ہے جو میرے دل پہ چھایا ہوا ہے۔

جِسْمِي يَطِيرُ إِلَيْكَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا ۔ يَا لَيْتَ كَانَتْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ

میرا جسم ایک غالب شوق کی وجہ سے ہر آن تیری طرف اُڑتا چلا جا رہا ہے۔ وہی شعر فارسی میں بھی اسی مضمون کو پہلے بیان کر دیا گیا ہے۔ جسمی یطیر الیک من شوقٍ علا..... اے کاش مجھ میں اُڑنے کی طاقت ہوتی یعنی میرا جسم بھی اُڑ سکتا اور میں تیرے حضور حاضر ہو جاتا۔

پھر فرمایا:۔

إِنِّي أَمُوتُ وَلَا تَمُوتُ مَحَبَّتِي ۔ يُدْرَى بِذِكْرِكَ فِي التُّرَابِ نِدَائِي

میں تو ضرور مر جاؤنگا لیکن میری محبت، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مجھے عشق ہے وہ کبھی نہیں مرے گی......
اے محمد تیرے ذکر کے ساتھ میری مٹی سے بھی تیری محبت کی آواز بلند ہوگی۔
آج دنیا کے کروڑ احمدی گواہ ہیں کہ خدا کی قسم حضرت مسیح موعودؑ کی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کبھی نہیں مرے گی۔ آپ مر گئے دنیا کے لحاظ سے اور ہم مر جائیں گے۔ اور نسلاً بعد نسلٍ جماعتیں آئیں گی اور مرتی چلی جائیں گی۔ مگر ایک چیز جس کو وہ ہمیشہ زندہ رکھیں گی وہ عشق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور قیامت تک آپ کے اور آپ کے غلاموں کی قبروں کی مٹی سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی آواز ہمیشہ بلند ہوتی چلی جائے گی +

درخواست ہائے دُعا

• ـــ مکرم مستری منظور احمد صاحب درویش قادیان اپنے بیٹے عزیز مظفر احمد صاحب کی شادی کے سلسلہ میں پاکستان گئے ہیں۔ احباب سے اس رشتہ کے جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے نیز موصوف کے بیٹے عزیزم مبارک احمد صاحب بابو بٹالہ ڈی اے وی کالج سے ایم اے کا امتحان دے رہے ہیں۔ عزیز کی امتحان میں اعلیٰ کامیابی کے لئے۔ عزیز مبارک احمد صاحب بابو نے اعانت بدر میں مبلغ ۱۰/- روپے ادا کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ خیراً

• ـــ مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ جڑچرلہ اپنے والد محترم محمد ابراہیم خاں صاحب کے کاروبار میں برکت و ترقی اور پریشانیوں کے ازالہ صحت وسلامتی کے لئے نیز اپنی دو ہمشیرگان نعیمہ بشریٰ، ذکیہ تیمرہ جو قادیان میں زیر تعلیم ہیں کے امتحان میں اعلیٰ کامیابی کے لئے۔ موصوفہ نے مبلغ ۵/- روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ فجزاھا اللہ خیراً

• ـــ مکرم سید جاوید انور صاحب جمشید پور اپنے والد محترم ڈاکٹر سید حمید الدین احمد صاحب جو ان دنوں بیمار ہیں اور ایک چھوٹا سا آپریشن کر کے پیشاب کی تھیلی لگا دی گئی ہے کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے •

• ـــ مکرم مبارک احمد صاحب دانی پردہ اپنی مشکلات کی دوری اور مخالفین کے ہر شر سے محفوظ رہنے کے لئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

منظوری عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت

مئی ۱۹۸۶ء سے اپریل ۱۹۸۹ء (ہجرت ۱۳۶۵ ہش تا شہادت ۱۳۶۸ ہش) تک کے لئے مندرجہ ذیل جماعتوں کے عہدیداران کی منظوری دی جاتی ہے۔

ناظر اعلیٰ قادیان

خانپور ملکی

صدر ...... مکرم پروفیسر سید مجید عالم صاحب
نائب صدر ...... " مولوی اصغر حسین صاحب
سیکرٹری مال ...... " انور حسین صاحب ایم اے
" امور عامہ و تحریک جدید ...... " سید مبارک عالم صاحب
" تبلیغ ...... " سید ہارون رشید صاحب
" تعلیم ...... " ماسٹر جمال احمد صاحب
" وقف جدید ...... " سید جاوید عالم صاحب
سیکرٹری وصایا ...... مکرم سید تمام الدین صاحب
" ضیافت ...... " سید شاہد الرسول صاحب
" امین ...... " میر نصرت علی صاحب
" رشتہ ناطہ ...... " یعقوب الرحمٰن صاحب
" جوبلی فنڈ ...... " عبد الکریم خان صاحب

مانیکا گوڈا

صدر ...... مکرم مرزا امجد علی بیگ صاحب

جے گاؤں

صدر ...... مکرم سید الزار الحق صاحب احمدی
سیکرٹری مال و تبلیغ ...... " سید محمد حلیم صاحب احمدی

شورا کاشی

صدر ...... مکرم محمد ظفر اللہ صاحب
سیکرٹری مال ...... " اے جے جعفر علی صاحب
" تبلیغ و تربیت ...... " اے جے اکبر علی صاحب

سونگڑہ

صدر ...... مکرم سید یعقوب الرحمٰن صاحب
نائب صدر ...... " سید عبید السلام صاحب
سیکرٹری مال و تحریکات و وقف جدید ...... مکرم میر عبد الرحیم صاحب
سیکرٹری امور عامہ ...... مکرم نصیر الدین خان صاحب
آڈیٹر ...... " فیروز الدین خان صاحب
سیکرٹری تعلیم ...... " غلام الدین صاحب

ظہیر آباد

صدر ...... مکرم محمد رفیع الدین صاحب
نائب صدر ...... " محمد شرف الدین صاحب
سیکرٹری مال ...... " محمد اقبال صاحب
" تبلیغ ...... " اقبال احمد صاحب چنتہ کنٹہ
" امور عامہ ...... " شیخ ناصر احمد صاحب
" تحریک جدید ...... " محمد ناصر احمد صاحب
" وقف جدید ...... " مسیح الدین صاحب
" ضیافت ...... " سلیم الدین صاحب
(دسمبر ۱۹۸۷ء تک مشروط)

جموں

صدر ...... مکرم بابو محمد یوسف صاحب
سیکرٹری تبلیغ ...... " علی محمد صاحب غالی
" امور عامہ ...... " بشیر احمد صاحب شاکر
" نگران مسجد ...... " محمد اکبر بیگ صاحب

ہلدی پدا

صدر ...... مکرم شیخ معراج صاحب
سیکرٹری مال ...... " شیخ قاسم صاحب
" تبلیغ ...... " قاری غلام مرتضیٰ خان صاحب
" تعلیم و تربیت ...... " غفور خان صاحب
" ضیافت ...... " شیخ سراج الدین صاحب

تقریب شادی و رخصتانہ

مورخہ ۳/۲ کو مکرم مولوی منیر الحق صاحب بنگالی ابن مکرم جہاں عالم صاحب مرحوم اور عزیزہ تحسین فرزانہ سلمہا بنت مکرم میر اقبال احمد صاحب ساکن خانپور ملکی (بہار) کی شادی کی تقریب عمل میں آئی۔ جس میں مکرم سید تنویر احمد صاحب ایڈووکیٹ ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان اور موصوف کے اہل و عیال کے علاوہ کثیر تعداد میں احباب و مستورات جماعت احمدیہ خانپور ملکی شریک ہوئے۔ حسب پروگرام مورخہ ۳/۸ کو بعد نماز عشاء تلاوت و نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی عبد السلام صاحب معلم وقف جدید نے اجتماعی دعا کرائی ازاں بعد دلہن کا رخصتانہ عمل میں آیا۔ مکرم میر اقبال احمد صاحب نے اس خوشی میں بطور شکرانہ یکصد روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ قارئین سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۶ء

قسط دوئم

ہستی باری تعالیٰ

ہستی باری تعالیٰ کے متعلق مختلف معترضین کے اعتراضات کے جوابات

از محترم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد

پانچواں اعتراض ارتقاء کے تعلق سے ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ کائنات عالم اور انسان کی پیدائش کے تعلق سے جو کچھ مذہب سکھاتا ہے۔ اس میں اور سائنس کی تحقیقات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مذہب کی تعلیم خلافِ واقعہ ہے۔ اور خدا کا عقیدہ جو مذہب سکھاتا ہے وہ بھی غلط ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ نبیوں کو جو الہام ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نیچر اللہ تعالیٰ کے فعل کو پیش کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول اور فعل میں ہرگز اختلاف نہیں ہو سکتا۔ اگر دونوں میں اختلاف نظر آئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے دونوں میں سے کم از کم کسی ایک کو غلط سمجھا ہے۔

بہت سے خیالات جو اس وقت مختلف مذاہب کے متبعین میں خلقِ عالم اور خلق آدم کے بارے میں پائے جاتے ہیں وہ دراصل بعد کے علماء کے حواشی ہیں اور ان مذاہب کی اصل الہامی کتاب کا پتہ نہیں چلتا۔ ایسی صورت میں کوئی اختلاف ہو تو ظاہر ہے کہ مذہب پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ بعض خیالات ایسے بھی ہیں جو بعد کی دست برد سے یا بعض صورتوں میں غیر زبانوں میں تراجم کی غلطی کی وجہ سے مذہبی کتب کا حصہ بن گئے ہیں۔ مگر درحقیقت اصل الہامی کتابوں میں وہ نہیں پائے جاتے۔ لہٰذا اس صورت میں بھی اختلاف کی وجہ سے خدا کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

تیسری صورت اختلاف کی یہ ہے کہ الہامی کتب کا مطلب سمجھنے میں لوگوں نے غلطی کھائی ہے۔ اور اس وجہ سے جدید محققین کو اعتراض کا موقعہ مل گیا ہے۔

مثلاً قرآن شریف میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو چھ ایام میں پیدا کیا ہے۔ بعض لوگوں نے اس مطلب سمجھنے میں یہ غلطی کی ہے کہ یوم سے مراد انہوں نے ۲۴ گھنٹے والا دن لے لیا۔ حالانکہ یوم کا لفظ عربی زبان میں دن کے علاوہ وقت اور زمانے کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ اور قرآن مجید نے بھی ایک جگہ ہزار سال کے یوم اور دوسری جگہ ۵۰ ہزار سال کے یوم کا بھی ذکر فرمایا ہے لہٰذا قرآن مجید کی آیات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موجودہ دُنیا کو چھ مختلف اوقات میں درجہ بدرجہ پیدا کیا ہے۔ اور یہ ایسا دعویٰ ہے جس پر سائنس کی رو سے کوئی اعتراض نہیں پڑتا بلکہ سائنسدان اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ کائنات عالم مختلف دوروں میں سے گذر کر موجودہ حالت کو پہنچی ہے۔

اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ دُنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے اور یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ ہزار سال پہلے پیدا کیا گیا تھا۔ لوگوں نے غلطی سے یہ سمجھ لیا کہ گویا انسانی نسل کا آغاز صرف چند ہزار سال سے ہوا ہے۔

دوسری طرف سائنس کی تحقیق یہ بتلاتی ہے کہ انسان اس سے بہت زیادہ عرصہ پہلے سے زمین پر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موجودہ زمانہ میں جن غلط عقائد کی اصلاح فرمائی ہے ان میں یہ عقیدہ بھی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان تھے۔ قرآن مجید سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ حدیث شریف میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ایک دَور کا آغاز مراد ہے۔ نہ کہ دُنیا کی پیدائش کا آغاز۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

> "ہم اس مسئلہ میں توریت کی پیروی نہیں کرتے کہ چھ سات ہزار سال سے ہی جب سے کہ آدم پیدا ہوا ہے۔ اس دُنیا کا آغاز ہوا ہے اور اس سے پہلے کچھ نہیں تھا۔ اور گویا خدا معطل تھا۔ اور نہ ہم اس بات کے مدعی ہیں کہ یہ تمام نسل جو اس وقت دُنیا کے مختلف حصوں میں موجود ہے یہ اس آخری آدم کی نسل ہے۔ ہم تو اس آدم سے پہلے بھی نسلِ انسانی کے قائل ہیں جب کہ قرآن شریف کے ان الفاظ سے پتہ لگتا ہے کہ اِنّی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں۔ جس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ آدم سے پہلے بھی دُنیا میں مخلوق موجود تھی۔ پس امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ کے لوگوں کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس آخری آدم کی اولاد میں سے ہیں یا کہ کسی دوسرے آدم کی اولاد میں سے۔"

(حقیقۃ الاسلام مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بحوالہ الحکم مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۸ء)

اسلام کے ایک مشہور عالم اور صوفی بزرگ حضرت محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے عالم کشف میں دکھایا گیا کہ اس دُنیا میں لاکھوں آدم گذرے ہیں اور جب ایک آدم کی نسل کا دَور ختم ہوتا ہے تو دوسرے آدم کا دَور شروع ہو جاتا ہے اور اس بات کا علم خدا کے پاس ہے کہ دُنیا میں کتنے دَور آئے ہیں اسلام کا تو یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت بھی کسی زمانہ میں مستقل طور پر معطل نہیں ہوتی اور ہر زمانہ میں اس کی صفت کسی نہ کسی رنگ میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔

قرآن شریف کی ایک اور بات جس کو لوگوں نے سمجھنے میں غلطی کی وہ یہ ہے کہ قرآن شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے بنا کر اپنے حکم سے اس کے اندر جان ڈالی۔ اس سے بعض لوگوں نے یہ غلط نتیجہ نکالا کہ گویا خدا نے ایک مٹی کا پتلا بنایا اور پھر اس میں پھونک کر جان ڈال دی اور اس کے بعد انسان کی نسل کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ حالانکہ یہاں ہر ایک لطیف مضمون کو قرآن مجید نے استعارہ میں ادا کیا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ آدم کی خلقت میں اجزائے ارضی کا خمیر ہے جس کی وجہ سے وہ مادیات کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس لئے خدا نے اس کی بناوٹ میں روحانی عنصر کا چھینٹا دیا ہے تاکہ اس کے مادی عناصر اس کی روحانی ترقی میں روک نہ ہو جائیں۔ اگر اس آیت کے ظاہری معنی لئے جائیں تو بھی کوئی اعتراض نہیں پڑ سکتا کیونکہ سارے کیمیاوی Elements سالٹ مٹی ہی کا حصہ ہے۔ قرآن شریف پیدائش عالم کی تفصیلی ماہیت بیان کرنے کے لئے نازل نہیں ہوا بلکہ اس کا کام دُنیا کی اخلاقی اور روحانی اصلاح ہے۔

اور اس نے دوسرے مضامین کا صرف اس حد تک ذکر کیا ہے جس حد تک کہ اس کی اس غرض کے لئے ضروری تھا اور باقی باتوں کو چھوڑ دیا ہے۔ تاہم کے باوجود جو کچھ قرآن مجید نے سائنس کے تعلق سے بیان فرمایا ہے وہ سائنس کے لئے اصولی شمع ہدایت ہے۔ قرآن مجید کا بیان سائنس کی کسی ثابت شدہ حقیقت کے خلاف نہیں ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کبیر اس حقیقت کو واضح کرتی ہے۔

حال میں فرانسیسی مصنفہ MAURICE BUEAILLE نے ایک کتاب تصنیف کی ہے The Bibel The Quran & Seince اس میں انہوں نے متعدد مثالوں سے بتایا ہے کہ موجودہ زمانہ کے سائنس کے انکشافات قرآن مجید کے بیان کے مطابق ہیں۔

الغرض معترض کا یہ کہنا کہ سائنس اور مذہب میں تضاد پایا جاتا ہے۔ اس لئے ہم خدا کو نہیں مانتے۔ بالکل درست نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

> "قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب وغرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں یہی حال ان صحفِ مطہرہ کا ہے تا خدا تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۱۱)

چھٹا اعتراض

ایک اور اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اگر قانونِ نیچر اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے تو وہ کیوں بعض حالات میں ظالمانہ اور اندھا دھند طریق پر چلتا ہے۔ مثلاً حادثات اور بیماریاں آتی ہیں جن میں بے گناہ لوگ نقصان اُٹھاتے ہیں یا مارے جاتے ہیں۔ اگر کوئی خدا ہے تو یہ اندھیر نگری کیوں ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل دُنیا میں خدا تعالیٰ کی طرف سے دو مختلف قانون جاری ہیں۔ ایک قانونِ نیچر ہے جو نظامِ عالم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور سلسلہ اسباب و علل اور خاصیاتِ اشیاء کے ماتحت جاری ہے اور جس کے اثرات و نتائج اس دُنیا میں ساتھ ساتھ رونما ہوتے جاتے ہیں اور دوسرا قانونِ شریعت ہے جو انسان کے اخلاق اور روحانیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جو نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ دُنیا میں نازل ہوتا ہے اور جس کی جزا و سزا کے لئے بعد الموت کا وقت مقدر ہے۔ یہ اعتراض ان دو قانونوں میں فرق نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔

ایک شخص جو تیرنا نہیں جانتا وہ پانی میں ڈوب جائے گا خواہ وہ نیک ہو یا بد۔ کیونکہ قانونِ نیچر کا وہ مجرم ہے۔ ایک شخص جو نماز نہیں پڑھتا وہ قانونِ شریعت کا مجرم ہے۔ گو قانونِ شریعت کی خلاف ورزی کا اثر باریک طور پر اس دُنیا میں ظاہر ہو جاتا ہے مگر اس کی اصل اور معیّن سزا اگلے جہان میں ہی ملتی ہے اور اسی لئے کہا جاتا ہے کہ دُنیا دار العمل ہے اور اگلا جہان دار الجزاء ہے۔ مگر قانونِ نیچر کے لئے یہی دُنیا دار العمل بھی ہے اور دار الجزاء بھی ہے۔ یہ دونوں قانون سوائے استثنائی حالات کے ایک دوسرے کے دائرہ میں دخل اندازی نہیں کرتے۔ لہٰذا ایک دہریہ کا یہ کہنا فضول بات ہے کہ فلاں شخص بہت نیک تھا اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے وہ نہانے کے لئے دریا میں گیا اور ڈوب کر مر گیا۔ لیکن ایک بُرا آدمی صحیح و سلامت واپس آیا۔

اسی طرح ایک بچہ اگر کمزور نابینا یا لنگڑا لُولا پیدا ہوتا ہے اس کی وجہ HEREDITY کے اصول کے تحت قانونِ نیچر میں تلاش کرنا چاہیئے یہ کہنا درست نہیں کہ اندھیر نگری ہے۔

الغرض نیچر اور شریعت دو الگ الگ حکومتیں ہیں جو عموماً ایک دوسرے کے دائرہ میں دخل نہیں دیتیں۔ ہاں استثنائی طور پر جیسا کہ انبیاء اور مرسلین کی بعثت کے وقت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قانونِ نیچر کی طاقتوں کو قانونِ شریعت کی خدمت میں لگا دیتا ہے۔ چنانچہ معجزات اور خوارق اس استثنائی قانون کی قدرت نمائی کا کرشمہ ہوتے ہیں۔

اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ قانونِ نیچر کیوں قانونِ شریعت کا احترام نہیں کرتا۔ ایسا کیوں نہ ہو تا کہ ایک نیک اور متقی شخص کبھی بیمار نہ پڑے اس کو کوئی حادثہ پیش نہ آئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دو قانون انسان کی دو قسم کی ترقیوں کے لئے جاری فرمائے ہیں۔ یعنی قانونِ نیچر انسان کی مادی ترقی کے لئے بنایا ہے۔ اور قانونِ شریعت اس کی اخلاقی اور روحانی ترقی کے لئے اور خدا کا منشاء یہ ہے کہ انسان دنیوی اور دینی دونوں ترقیات حاصل کرے سائنس میں بھی ترقی کرے اور روحانیت میں بھی

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جو نیک اور متقی لوگ حادثات کے نتیجہ میں یا کسی اور طرح قانونِ نیچر کی زد میں آکر تکالیف اُٹھاتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے بعض دوسرے ذرائع رحمت کے پیدا کر دیتا ہے مثلاً آخرت میں اُن کو خاص انعام و اکرام کا وارث بنا دیتا ہے یا اُن کے پسماندگان کو دُنیا کی برکات سے حصّہ وافر سے دیتا ہے یا اور کوئی ایسا طریق اختیار کرتا ہے جس سے وہ اپنے رحم اور انصاف کے مطابق سمجھتا ہے اور جس سے کسی دوسرے کا حق بھی ضائع نہ ہو۔ اسی طرح جو بچے قانونِ نیچر کی وجہ سے کمزور اور ناقص پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزا سزا کے وقت اُن کی معذوری کو ملحوظ رکھتا ہے۔ خدا کا ترازو حق و انصاف کا ترازو ہے۔

لا یکلف اللّٰہ نفساً الا وسعھا۔

اللہ تعالیٰ کسی کو بھی اس کی وسعت سے زیادہ مکلف نہیں بناتا۔ اس جگہ اس شبہ کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ دُنیا میں گناہ اور ظلم اور تعدی کا وجود کیوں پایا جاتا ہے؟ کہا جاتا ہے کہ اگر خدا ہوتا تو دنیا میں بدی کا وجود نہ ہوتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قانونِ شریعت اس اصل پر مبنی ہے کہ لوگوں کے سامنے ایک ضابطۂ عمل پیش کیا جائے لیکن ان کو مجبور نہ کیا جائے بلکہ اختیار دیا جائے کہ چاہو تو عمل کرو اور چاہو تو نہ کرو۔ نیکی اور بدی دونوں کا اختیار انسان کو دیا گیا ہے۔ لہٰذا بدیوں کا پایا جانا اللہ تعالیٰ کی ہستی نہ ہونے کے ثبوت میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ خدا نے انسان کو نیکی بدی کا اختیار کیوں دیا ہے تو جواب یہ ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان کے پیدائش کی غرض ہی باطل ہو جاتی۔ انسان کے پیدائش کی غرض یہ ہے کہ وہ اپنی کوشش اور جدوجہد سے اپنے لئے اعلیٰ ترقیات کے دروازے کھولے اور اللہ تعالیٰ کے انعام حاصل کرے۔ انعام کا حقدار بننے کے لئے یہ ضروری تھا کہ انسان صاحبِ اختیار ہو۔ فرشتے اپنی خلقت سے صرف نیکی کرنے پر مجبور ہے لیکن انسان کو اللہ تعالیٰ نے صاحبِ اختیار بنایا ہے قرآن مجید فرماتا ہے:۔

ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

یعنی ہم نے انسان کو جملہ مخلوقات میں سے بہترین فطرت کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

اس موقعہ پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کشتی نوح میں بیان فرمودہ جواب پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”ہاں صرف قانون دو ہیں۔ ایک آسمانی فرشتوں کے لئے قضاء و قدر کا قانون ہے کہ وہ بدی کر ہی نہیں سکتے اور ایک زمین پر انسانوں کے لئے خدا کے قضاء و قدر کے متعلق ہے اور وہ یہ کہ آسمان سے اُن کو بدی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے مگر جب خدا سے طاقت طلب کریں۔ یعنی استغفار کریں تو روح القدس کی تائید سے اُن کی کمزوری دُور ہو سکتی ہے اور وہ گناہ کے ارتکاب سے بچ سکتے ہیں۔ جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے ہیں۔ اور اگر ایسے لوگ ہیں کہ گناہ گار ہو چکے ہیں تو استغفار اُن کو یہ فائدہ پہنچاتا ہے کہ گناہ کے نتائج سے یعنی عذاب سے بچائے جاتے ہیں کیونکہ نور کے آنے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی۔ اور جرائم پیشہ جو استغفار نہیں کرتے یعنی خدا سے طاقت نہیں مانگتے وہ اپنے جرائم کی سزا پاتے رہتے ہیں۔ دیکھو آج کل طاعون بھی بطور سزا کے زمین پر اُتری ہے۔ اور خدا کے سرکش اس سے ہلاک ہوتے جاتے ہیں پھر کیونکر کہا جائے کہ خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں۔ یہ خیال مت کرو کہ اگر زمین پر خدا کی بادشاہت ہے تو پھر لوگوں سے جرائم کیوں ظہور میں آتے ہیں۔ کیونکہ جرائم بھی خدا کے قانون قضاء و قدر کے نیچے ہیں سو اگرچہ وہ لوگ قانونِ شریعت سے باہر ہو جاتے ہیں۔ مگر قانون تکوین یعنی قضاء و قدر سے وہ باہر نہیں ہو سکتے۔ پس کیونکر کہا جائے کہ جرائم پیشہ لوگ الٰہی سلطنت کا جوا اپنی گردن پر نہیں رکھتے۔ دیکھو اس ملک برٹش انڈیا میں چوریاں بھی ہوتی ہیں۔ خون بھی ہوتے ہیں زناکار اور خائن اور مرتشی وغیرہ ہر ایک قسم کے جرائم پیشہ بھی پائے جاتے ہیں۔ مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس ملک میں سرکار انگریزی کا راج نہیں۔ کیونکہ راج تو ہے۔ مگر گورنمنٹ نے عملاً ایسے سخت قانون کو مناسب نہیں سمجھا جس کی دہشت سے لوگوں پر زندگی مشکل ہو جائے۔ ورنہ اگر گورنمنٹ تمام جرائم پیشہ کو ایک تکلیف دہ قید خانہ میں رکھ کر اُن کو جرائم سے روکنا چاہے تو بہت آسانی سے وہ رُک سکتے ہیں۔ یا اگر قانون میں سخت سزائیں رکھی جائیں تو ان جرائم کا انسداد ہو سکتا ہے پس تم سمجھ سکتے ہو کہ جس قدر اس ملک میں شراب پی جاتی ہے۔ فاحشہ عورتیں بڑھتی جاتی ہیں۔ چوری اور خون کی وارداتیں ہوتی ہیں یہ اس لئے نہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کا یہاں راج نہیں۔ بلکہ گورنمنٹ کے قانون کی نرمی نے جرائم پیشہ کثرت پیدا کر دی ہے۔ نہ یہ کہ گورنمنٹ انگریزی اس جگہ سے اُٹھ گئی ہے۔ بلکہ سلطنت کا اختیار ہے کہ قانون کو سخت

کرے اور سنگین سزائیں مقرر کر کے ارتکاب جرائم سے روک دے۔ جب کہ انسانی سلطنت کا یہ حال ہے کہ جو الٰہی سلطنت کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہیں تو الٰہی سلطنت کس قدر اقتدار اور اختیار رکھتی ہے اگر خدا کا قانون ابھی سخت ہو جائے اور ہر یک زنا کرنے والے پر بجلی پڑے اور ہر یک چور کو یہ بیماری پیدا ہو کہ ہاتھ گل سڑ کر گر جائیں اور ہر یک سرکش خدا کا منکر طاعون سے مرے تو ایک ہفتہ گذرنے سے پہلے ہی تمام دنیا راستبازی اور نیک بختی کی چادر پہن سکتی ہے۔ پس خدا کی زمین پر بادشاہت تو ہے۔ لیکن آسمانی قانون کی نرمی نے اس قدر آزادی دے رکھی ہے کہ جرائم پیشہ جلدی نہیں پکڑے جاتے۔ ہاں سزائیں بھی ملتی رہتی ہیں۔ زلزلے آتے ہیں۔ بجلیاں پڑتی ہیں۔ کوہ آتش فشاں آتشبازی کی طرح مشتعل ہو کر ہزاروں جانوں کا نقصان کرتے جاتے ہیں۔ جہاز غرق ہوتے ہیں ریل گاڑیوں کے ذریعہ سے صدہا جانیں تلف ہوتی ہیں۔ طوفان آتے ہیں۔ مکانات گرتے ہیں۔ سانپ کاٹتے ہیں۔ درندے پھاڑتے ہیں۔ وبائیں پڑتی ہیں اور فنا کرنے کا نہ ایک دروازہ بلکہ ہزارہا دروازے کھلے ہیں۔ جو مجرمین کی پاداش کے لئے خدا کے قانونِ قدرت نے مقرر کر رکھے ہیں۔ پھر کیونکر کہا جائے کہ خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں۔ سچ یہی ہے کہ بادشاہت ہے۔ ہر ایک مجرم کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں پڑی ہیں اور پاؤں میں زنجیریں ہیں۔ مگر حکمت الٰہی نے اس قدر اپنے قانون کو نرم کر دیا ہے کہ وہ ہتھکڑیاں اور وہ زنجیریں فی الفور اپنا اثر نہیں دکھاتی ہیں اور آخر اگر انسان باز نہ آوے تو وہ اس جہنم تک پہنچاتی ہیں اور ایسا عذاب ڈالتی ہیں جس سے ایک مجرم نہ زندہ رہے اور نہ مرے۔" (کشتی نوح)

یہ حضرت مسیح موعودؑ کا اقتباس تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا تک بھی چلا جائے گا تو وہ اس کو وہاں سے بھی لے آئیں گے۔

(باقی آئندہ)

سری لنکا میں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ بقیہ صفحہ اول

پہلے دن کی کارروائی جلسہ سالانہ کے پہلے دن مجالس اطفال الاحمدیہ و خدام الاحمدیہ کے تلاوت قرآن مجید، نظم اور تقاریر کے مقابلہ جات ہوئے۔ یہ نشست محترم محمد ظفر اللہ صاحب نیشنل صدر جماعت ہائے احمدیہ سری لنکا کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ سب سے پہلے مکرم حافظ احسان سکندر صاحب آف ماریشس فارغ التحصیل حافظ کلاس ربوہ کی تلاوت قرآن مجید کے بعد محترم صدر صاحب نے استقبالیہ خطاب کرتے ہوئے حاضرین کو خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد خاکسار نے جلسہ سالانہ کے انعقاد کی غرض و غایت بیان کرنے کے بعد اجتماعی دعا کروائی۔

وزیر صنعت کی تشریف آوری اجلاس کے دوران خاص دعوت پر مکرم ڈینزل فرنانڈو وزیر صنعت و حرفت اور امور سائنس حکومت سری لنکا مسجد میں تشریف لے آئے۔ ہمارے خدام واطفال کے اجتماع کو دیکھ کر بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور مختصر خطاب کرنے کے بعد اپنی مصروفیت کے پیش نظر الوداعی سلام کہہ کر واپس تشریف لے گئے۔

اس کے بعد مکرم مولوی منیر احمد صاحب منتظم مقابلہ جات کی زیر نگرانی بقیہ اطفال اور خدام نے تلاوت، نظم اور تقاریر کے مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ یہ نہایت دلچسپ اور پُر رونق تقریب ساڑھے تین گھنٹے تک مسلسل جاری رہی۔ اس کے بعد خاکسار نے جماعت احمدیہ کی نوجوان نسل کی ذمہ داریوں اور اکناف عالم میں اسلام کے عالمگیر غلبہ کے سلسلہ میں ہمارے فرائض پر روشنی ڈالی۔

لجنہ اماء اللہ کا سالانہ اجتماع ظہر و عصر کی نماز اور تناول طعام کے بعد تین بجے بعد دوپہر لجنہ اماء اللہ کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ اس میں شرکت کے لئے کولمبو کے علاوہ نگمبو پسیالہ وغیرہ جماعتوں سے کثیر تعداد میں مستورات اور ناصرات تشریف لائی ہوئی تھیں۔ مستورات کی تقریروں کے علاوہ ناصرات اور لجنہ اماء اللہ کے مختلف مقابلہ جات ہوئے۔ پروگرام کے آخر میں خاکسار نے برعایت پردہ مختصر خطاب کیا۔

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا پروگرام

دوسرے دن کا پروگرام صبح ۴ بجے نماز تہجد سے شروع ہوا۔ نماز تہجد اور فجر کی ادائیگی کے بعد خاکسار نے قرآن مجید کا درس دیا۔ جس میں مختلف تربیتی پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

ناشتہ و دیگر ضروریات سے فارغ ہو کر صبح ۹ بجے ہی احباب جلسہ گاہ میں اور مستورات مسجد میں جمع ہونے لگیں۔ اور ٹھیک ۹½ بجے مکرم محمد ظفر اللہ صاحب نیشنل صدر صاحب کی زیر صدارت جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ اس سے قبل مسجد احمدیہ کے باہر نصب شدہ Flag Post پر لوائے احمدیت لہرایا گیا۔ تمام احباب اس وقت زیر لب دعائیں کرتے رہے۔ مکرم محمد ابو الحسن صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے بعد خاکسار نے افتتاحی تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت اور اس کے عقائد اور عالمگیر کارناموں پر روشنی ڈالنے کے بعد اجتماعی دعا کروائی۔ اس کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس سے قبل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی وجد آفریں نظم

"دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو"

مکرم انعام احمد خان صاحب نے نہایت اچھے انداز میں سنائی۔ اس کے بعد خاکسار نے اس کا تامل ترجمہ سنایا۔

ازاں بعد مکرم ایم۔ ایس۔ ایم خلیل احمد صاحب نائب نیشنل صدر جماعت ہائے سری لنکا، مکرم ایم جی۔ احمد صاحب، مکرم M.S.M. محمود احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ کولمبو، مکرم رفیق احمد صاحب پسیالہ، مکرم توفیق احمد صاحب پسیالہ، مکرم مشتاق احمد صاحب نے علی الترتیب صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ برکات خلافت۔ حیات بعد الموت۔ وفات مسیح علیہ السلام، ختم نبوت کی حقیقت اور اسلام اور سائنس۔ کے عنوانات پر تقاریر کیں۔ آخر میں خاکسار نے حیات بعد الموت کی حقیقت پر سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کی بنیاد پر روشنی ڈالی۔

تقسیم انعامات اس پہلی نشست کے اختتام پر کھیلوں اور دیگر مقابلہ جات میں اوّل دوم اور سوم آنے والوں کو اور ان خدام کو جنہوں نے ان دنوں نمایاں رنگ میں مختلف خدمات بجا لائیں خاکسار نے بہت قیمتی انعامات جلسہ کمیٹی کی طرف سے تقسیم کئے۔ مستورات میں علیحدہ طور پر تقسیم انعامات کا انتظام کیا گیا۔ دوسرے دن کا یہ پہلا اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اس کے بعد مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے اور نگمبو کے اطفال۔ خدام اور انصار کے الگ الگ گروپ فوٹوز لئے گئے۔

ظہر و عصر کی نمازوں اور تناول طعام کے بعد دوسرے اجلاس کی نشست خاکسار محمد عمر کی زیر صدارت مکرم محمد فارس صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے ساتھ شروع ہوئی۔ مکرم محمد صادق صاحب صدر جماعت احمدیہ نگمبو نے تامل زبان میں ایک دعائیہ نظم سنائی۔ اس کے بعد تقاریر کا آغاز ہوا۔ مکرم محمد رفیع الدین صاحب جنرل سیکرٹری سنٹرل کمیٹی سری لنکا، مکرم نثار احمد صاحب سیکرٹری تبلیغ کولمبو، عبد العزیز صاحب جنرل سیکرٹری کولمبو، محمد عبید اللہ صاحب صدر جماعت احمدیہ پسیالہ، مکرم مولوی منیر احمد صاحب معلم۔ ایک نو احمدی مسٹر ایس ایم رنجیت نے علی الترتیب وفات مسیح ناصریؑ از روئے انجیل۔ اخوت اسلام۔ اسلام میں مقام شہادت۔ ظہور امام مہدی۔ خلافت رابعہ کی برکات۔ میں احمدیت کیوں قبول کرتا ہوں کے عنوانوں پر تقاریر کیں۔ آخر میں خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول اللہ صلعم اور ختم نبوت کے بارے میں تقریر کی۔ آخر میں احمدیوں کی عظیم الشان ذمہ داریوں اور خلافت احمدیہ کی تمام تحریکات پر لبیک کہنے کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔

بیعتیں اس موقعہ پر پانچ سعید روحوں کو بیعت کر کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ ان میں ایک پڑھے لکھے تعلیم یافتہ نوجوان ایس ایم رنجیت بھی شامل تھے۔ جنہوں نے پچھلے دو سالوں میں احمدیت کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔ انہوں نے اپنا اسلامی نام رحمت اللہ قبول کیا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پچھلے ہفتہ پسیالہ اور کولمبو میں تین اور بیعتیں بھی ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت عطا فرمائے اور تمام آزمائشوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

اس کے بعد خاکسار نے اجتماعی دعا کروائی۔ اس کے ساتھ ہی یہ سالانہ جلسہ نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ مغرب و عشاء کی نمازوں اور عشائیہ کے بعد احباب و مستورات اپنے اپنے مقامات کی طرف تشریف لے گئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس جلسہ سالانہ کے متعلق عام طور پر یہ تاثر ہے کہ سری لنکا کی تاریخ میں اتنا کامیاب اور شاندار جلسہ سالانہ ابھی تک نہیں ہوا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ❖

چھ احمدیوں کی سزا!

لاہور ہائی کورٹ کی طرف سے ایڈووکیٹ جنرل کو حکومت سے ہدایات حاصل کرنے کا حکم

روزنامہ ڈان کراچی مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۸۷ء میں شائع شدہ خبر کا اردو ترجمہ

ڈان لاہور بیورو

۱۸ فروری: لاہور ہائی کورٹ کے ایک ڈویژن بنچ نے ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کو ہدایت کی ہے کہ وہ ان چھ احمدیوں، جن میں سے دو کو سزائے موت اور چار کو ایک خصوصی فوجی عدالت نے عمر قید کی سزا دی ہے، کی طرف سے دائر کردہ رٹ درخواست پر ہدایات حاصل کریں۔

عدالت نے ایڈووکیٹ جنرل کو یہ بھی ہدایت کی کہ درخواست کنندگان کی سزاؤں پر اس رٹ کے فیصلے تک عمل درآمد نہ کیا جائے۔

درخواست دہندگان محمد الیاس، نعیم الدین، عبدالقادر، محمد ناصر، محمد حاذق رفیق اور محمد دین نے اپنی درخواست میں خصوصی فوجی عدالت کے فیصلے کے جواز کو چیلنج کیا ہے۔

اس مقدمے کے مختصر واقعات یہ ہیں کہ درخواست دہندگان کے خلاف ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات پاکستان ایک ہجوم پر فائرنگ کرنے کے الزام میں مقدمہ درج کیا گیا۔ یہ ہجوم احمدیہ ...... جس نے کلمہ طیبہ اور دیگر آیات قرآنی مٹا رہا تھا۔ ابتدائی پولیس رپورٹ (ایف آئی آر) میں کہا گیا کہ متوفی قاری بشیر احمد اور مدعی عبداللطیف نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ احمدی لوگ احمدی آرڈیننس کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور ابھی تک ساہیوال میں ان کے مرکز کو مسجد کہا جاتا ہے۔ اور وہ ابھی تک اذان بھی دے رہے ہیں۔ ۲۶ اکتوبر کو وہ لوگ ایک گروپ کی شکل میں احمدیہ ...... گئے جہاں انہوں نے اس مرکز کے اندر سے اذان کی آواز آتی ہوئی سُنی۔ رٹ درخواست دائر کرنے والوں نے یہ کہا کہ وقوعہ کے روز صبح کی نماز سے قبل ۲۵، ۳۰ افراد پر مشتمل ایک ہجوم نے جس میں قاری بشیر احمد اور اظہر رفیق متوفیان شامل تھے بیت الحمد (احمدیہ عبادت گاہ) پر حملہ کیا۔ ہجوم نے سب سے پہلے نیلے رنگ کے روغن سے بیت الحمد کے بیرونی بڑے دروازے پر لکھا ہوا کلمہ طیبہ مٹایا۔ اس کے بعد وہ احاطے کے اندر داخل ہو گئے اور بیت الحمد کے اندر دروازوں کے اوپر لکھی ہوئی دیگر آیات قرآنیہ مٹانی شروع کر دیں۔ اس پر قرآنی آیات اور کلمہ طیبہ کی اس بے حرمتی اور عبادت کے تقدس کو پامال کرنے پر نعیم الدین جو کہ اندر موجود تھا شدید طور پر مشتعل ہو گیا اور اپنی بارہ بور کی لائسنس شدہ رائفل سے ہوائی فائر کیے تاکہ دخل اندازی کرنے والوں کو ڈرایا جا سکے لیکن حملہ آور پارٹی باز نہ آئی اور اس کے بجائے دو لوگ نعیم الدین کی طرف سخت غصے اور اشتعال کے رنگ میں آگے بڑھے جس سے اس کو اس بات کا شدید خطرہ محسوس ہوا کہ بیت الحمد کے کوارٹروں کے اندر موجود بچے اور عورتیں بھی اس حملہ آور گروپ کا شکار نہ ہو جائیں۔

اس پر نعیم الدین نے اپنے دفاع کا حق استعمال کرتے ہوئے اپنی بندوق سے دوسرا فائر کیا۔ قاری بشیر احمد متوفی کو بندوق کی گولی اس وقت لگی جبکہ وہ بیت الحمد کے احاطے کے اندر موجود تھا۔ مذکورہ قاری بشیر احمد احاطے کے اندر سے لڑکھڑاتا ہوا گزرا اور اس سے خون کی بوندوں کی ایک لکیر اس کے ساتھ ساتھ چلتی گئی وہ بیرونی گیٹ سے باہر نکل کر چند قدم کے فاصلے پر جا کر گر گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہجوم اس سے طیش میں آگیا اور پیچھے ہٹنے کی بجائے مشتعل ہو کر آگے بڑھا جس کی وجہ سے نعیم الدین کو اپنی بندوق سے دوبارہ فائر کرنا پڑا اس کے نتیجے میں اظہر رفیق کو گولی لگی اور وہ بیت الحمد کے صحن میں گر گیا۔

خصوصی فوجی عدالت میں سماعت

درخواست دہندگان کے خلاف ایک خصوصی فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا جس نے ۱۶ جون ۱۹۸۵ء کو تمام درخواست دہندگان کو تمام الزامات کے تحت مجرم قرار دے کر نعیم الدین اور الیاس منیر کو سزائے موت اور باقی چار کو سات سال قید کی سزا سنائی۔

معاملہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پنجاب کو بھیجا گیا جنہوں نے سزائے موت کی توثیق کرنے سے انکار کیا اور یہ ہدایت کی کہ عدالت دوبارہ سماعت کرے اور ان کے ریکارڈ کی روشنی میں اپنے فیصلے اور سزا پر نظر ثانی کرے۔ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے حکم میں استغاثہ کی شہادتوں میں کمزوریاں اور بے جواز باتوں کی نشاندہی کی گئی اور یہ لکھا کہ تمام افراد جن کو سزا سنائی گئی ہے ان کی تمام الزامات کے تحت دی گئی سزاؤں پر دوبارہ غور کرنا ضروری ہے۔

یہ بھی کہا گیا کہ شہادتوں کی روشنی میں جن حالات و واقعات کا پتہ چلتا ہے ان کے مطابق درخواست دہندہ نمبر ۲ نعیم الدین پر جرم زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات پاکستان کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ صرف سیکشن ۳۰۴ تعزیرات پاکستان کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ اور اس کو اسی دفعہ کے تحت زیر غور لایا جائے۔ اس کے علاوہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے یہ بھی لکھا کہ تمام درخواست دہندگان کی سزا زیر دفعہ ۱۴۸ تعزیرات پاکستان بھی مناسب نہیں ہے۔

ایم ایل اے پنجاب کی ہدایات کی روشنی میں (فوجی) عدالت نے ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو دوبارہ سماعت کی اور بجائے اس کے کہ جیسا کہ ایم ایل اے نے کہا تھا سزا میں کمی کی جاتی، عدالت نے یہ کیا کہ دونوں درخواست دہندگان کی سزائے موت برقرار رکھی اور دیگر چار درخواست دہندگان کی سزا کو سات سال سے بڑھا کر عمر قید میں تبدیل کر دیا۔

درخواست دہندگان نے اپنی درخواست میں کہا کہ ان کے پاس اس امر کے یقین کی وجوہات موجود ہیں کہ جب مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون "اے" نے عدالت کے ابتدائی فیصلہ اور سزاؤں کی توثیق سے انکار کیا تھا اور عدالت کو اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کو کہا تھا۔ تو تمام متعلقہ افراد پر جماعت احمدیہ کے سرگرم مخالف عناصر کی طرف سے دباؤ ڈالا گیا۔ جب مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون "اے" نے نام نہاد نظر ثانی شدہ فیصلے اور سزاؤں کی توثیق سے بھی انکار کیا تو کیس کو زیر التواء رکھا گیا اور آخر کار صدر کو بھیج دیا گیا جنہوں نے ایسے مذہبی گروہوں سے ملاقات کی جنہوں نے احمدیت کی مخالفت کی اور احمدیوں کی موت کا فیصلہ خالصتاً مذہبی بنیادوں پر کرنے کا مطالبہ کیا۔

درخواست دہندگان نے عدالت سے درخواست کی اگر اس کیس کا سارا ریکارڈ اور سماعت کرنے والی عدالت کی ساری کارروائی اس فاضل عدالت کے سامنے لائی جائے تو مدعا علیہ حکومت اور اس کیس سے عہدہ برآ ہونے والے متعلقہ اہلکاروں کی بدنیتی واضح ہو جائے گی۔ انہوں نے عدالت سے درخواست کی کہ سزائے موت اور سزائے قید کو غیر قانونی قرار دیا جائے۔

درخواست دہندگان کی طرف سے مسٹر عابد حسن منٹو۔ مسٹر اے وحید سلیم اور مسٹر مختار بٹ پیش ہوئے۔

(روزنامہ ڈان کراچی۔ جمعرات ۱۹ فروری ۱۹۸۷ء صفحہ ۳)

چھ قادیانیوں کو فوجی عدالت سے ملنے والی سزا کے خلاف عارضی حکم امتناعی

ہائی کورٹ نے اپیل کی درخواست سماعت کے لئے منظور کر لی

ساہیوال ۷ مارچ لاہور ہائی کورٹ ملتان بنچ نے ساہیوال کے مشہور قادیانی کیس کے ملزموں کی درخواست پر مارشل لاء عدالت سے ملنے والی سزا کے خلاف عارضی حکم امتناعی جاری کرتے ہوئے اُن کی درخواست سماعت کے لئے منظور کر لی ہے ملزموں نے چھبیس ستمبر ۱۹۸۴ء کو فائرنگ کر کے جامعہ رشیدیہ کے قاری بشیر احمد اور ایک طالب علم اظہر رفیق کو ہلاک کر دیا تھا بعد میں پولیس نے ملزموں نعیم الدین، محمد الیاس، نثار، نذیر، حاذق رفیق اور ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس محمد دین کو گرفتار کر لیا تھا۔ جبکہ دو ملزم لطف الرحمٰن اور پروفیسر محمد لطف مفرور ہو گئے تھے۔ مارشل لاء عدالت ملتان سے نعیم الدین اور محمد الیاس کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا تھا اور نثار، نذیر، حاذق رفیق اور محمد دین کو عمر قید سنائی گئی تھی ان سزاؤں کے خلاف مجرموں نے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر سے اپیل کی تھی جو انہوں نے مسترد کرتے ہوئے سزا کی توثیق کر دی مگر اب مجرموں نے مارشل لاء عدالت کی سزاؤں کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کی جو سماعت کے لئے منظور کر لی گئی مجرموں کی طرف سے عابد حسین منٹو پیش ہوئے۔

(امروز ۸ مارچ ۱۹۸۷ء)

(بشکریہ ماہنامہ خالد ربوہ بابت مارچ ۱۹۸۷ء)

اداریہ بقیہ صفحہ ۲

آج بدقسمتی سے پاکستان میں نہ تو کوئی پاکستانی ہے۔ اور نہ کوئی مسلمان۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۴ جنوری ۱۹۸۷ء صفحہ "م ش کی ڈائری")

(بحوالہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ بابت مارچ ۱۹۸۷ء)

دوسری طرف مادی لحاظ سے بے سروسامان لیکن روحانی طاقت سے بھرپور جماعت احمدیہ کی اشاعت اسلام کے لئے حقیر کوششوں کے ثمرات ملاحظہ فرمائیے۔ جو محض خدائے قدیر کی قدرتوں اور نصرتوں سے صرف گزشتہ دو سالوں میں ظاہر ہوئے :-

- گزشتہ دو سالوں میں ۲۸ ممالک میں ۲۵۴ نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ جنوبی افریقہ اور انڈونیشیا میں سینکڑوں بیعتیں ہوئیں۔
- بیوت الذکر (یعنی مساجد ناقل) کی تعداد میں بفضل خدا ۲۰۰ کا اضافہ ہوا ہے۔ آسٹریلیا میں بھی بیت الذکر (مسجد) کا منصوبہ زیر عمل ہے اس کے صرف مینار کا خرچ ۶۰ ہزار ڈالر ہے جو ایک فیجی دوست نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔
- یورپ میں دس نئے مشنوں کا اضافہ ہوا ہے۔
- امریکہ میں ۵ بڑے مشن ہاؤس کا منصوبہ عمل میں آچکا ہے۔
- گھانا (مغربی افریقہ) میں ۲۸ نئے مشن ہاؤس بنے ہیں اور اس کے ایک ریجن میں ۵۶۴ بیعتیں ہوئیں۔
- عرب قوم میں سے ۹۲ افراد نے بیعت کی۔
- تراجم قرآن مجید فرنچ، بلجیئن، سپینش اور دوسری زبانوں میں ہو رہے ہیں۔ سو زبانوں کا منصوبہ زیر عمل ہے۔ اس سے قبل جرمن، اسپرانٹو، ڈینش، ڈچ، سواحیلی، انڈونیشین اور دیگر کئی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔
- ریڈیو اور T.V میں ۵۶ گھنٹے کا پروگرام نشر ہوا۔

(بشکریہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ مارچ ۱۹۸۷ء)

- ہندوستان میں قرآن مجید کا گورمکھی (پنجابی) زبان میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے اور اب ہندی ترجمہ پریس میں ہے۔ گزشتہ دو سالوں میں بفضل تعالیٰ ہندوستان میں بھی سینکڑوں کی تعداد میں مختلف مذاہب کے لوگ بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

نفاذ اسلام کا ایک نعرہ مادی طاقت نے لگایا اور ایک نعرہ روحانی طاقت نے لگایا۔ وقتی طور پر آج مادی طاقت نے روحانی طاقت کو دبایا ہوا ہے لیکن اے چشم بینا رکھنے والو دیکھو! اے گوش ہوش رکھنے والو سنو!! اور اے قلب بصیرت رکھنے والو سوچو!! کہ کون جیت کر بھی ہار رہا ہے اور کون ہار کر بھی جیت رہا ہے۔ کون ظالم بن چکا ہے اور کون مظلوم اور خدا کی نگاہ میں محبوب؟ کس کے ساتھ خدا کی تائید و نصرت ہے اور کس پہ ناکامی کی ذلت اور لعنت ہے!!؟

(منیر احمد خادم)

ارشاد باری تعالیٰ :-

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ

اللہ نے یہ مقدر کر چھوڑا ہے کہ (ہمیشہ) میں اور میرے رسول ہی غالب آئیں گے۔

(طالب دعا)

AUTOWINGS

آٹو ونگس

13- SANTHOME HIGH ROAD.

MADRAS - 600004

PHONES :- 76360 - 74350

اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب :- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ ۔ کلکتہ ۷۳ - ۷۰۰۰

MODERN SHOE CO.

31/5/6 - LOWER CHITPUR ROAD,

CALCUTTA

PIN :- 700073.

PH. 275475

RESI - 273403

"اَلْخَیْرُ كُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰن"

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

PHONE :- 279203

THE JANTA CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

[illegible] ۔ خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بیمار ہنوز

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO-OP. HOUSE SOCY. - PLAT. NO. 6

GROUNDFLOOR, OLD CHAKALA, OPP. CIGARETTS HOUSE,

ANDHERI (EAST)

PHONES { OFFICE :- 6348179 | RESI :- 6293589 }

BOMBAY 400099.

ہو الناصر

[illegible] اور رحم کے ساتھ

کراچی میں

چاندی سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیں

الرؤف جیولرز

۱۴ خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری ۔ شمالی ناظم آباد کراچی

(فون نمبر ۶۱۲۰۹۴)

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوحِيْ إِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَآءِ

تیری مدد وہ لوگ کریں گے
جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیش کردہ: کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس بسٹاکسٹ جیولٹ ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک ۵۶۱۰۰ اڑیسہ
پروپرائیٹر: شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر 294

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

SK. GHULAM HADI & BROTHERS, READY-MADE GARMENTS DEALERS.

CHANDAN BAZAR, BHADRAK, Distt.- BALASORE (ORISSA)

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ)

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گولڈ لک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد کشمیر

ایلپوائنر ٹیلیویژن۔ ریڈیو، ٹی۔وی۔ آڈیو، پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس!

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے"
(کشتی نوح)

پیشکش:

ROYAL AGENCY

PRINTERS, BOOK SELLERS, & EDUCATIONAL SUPPLIERS
CANNANOORE - 670001, PHONE NO. 4498.
Head office - P.O. PAYANGADI - 670303 (KERALA)
PHONE-NO.-12.

"پندرھویں صدی غلبہ اسلام کی صدی ہے"
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SAIRA Traders

WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC. CAPPALS.
SHOE MARKET, NAYAPUL, HYDERABAD - 500002
PHONE. No. 522860

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ششم ص۲۰۷)

الائیڈ گلو پروڈکٹس

بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے

(پتہ)

نمبر ۲/۴/۲۰۲ قطعہ کاچیگوڑہ ریلوے سٹیشن حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)
(فون نمبر: ۴۲۹۱۶)

"خدا کے وعدوں میں تبدیلی نہیں اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔"
(مجموعہ ازالہ اوہام صفحہ ۵۱)

CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربڑ شیٹ، ہوائی چپل، نیز ربڑ پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!